عورت
نوشیبہ الیاس

نوشیبہ الیاس

پاکستان میں ناول کی لوکیشن کراچی کی ہے اور آوٹ آف ڈور دبئ کی_

آخری قسط

رات، شیشے کے سامنے بیٹھے

دیر تک جائزہ لیا خود کا

گہرے حلقوں میں کھبی آنکھیں تھیں

اور، آنکھیں بھی نری خالی تھیں

ہائے! کاجل فرار تھا انکا

پشیمانی سی پشیمانی تھی

ناک کی تونُد پہ جولالی تھی

خاک کی تپتی اک پیالی تھی

شعر کہنے کی مشق جاری تھی

سانس بھی جان لیوا سالی تھی

خشک لب جانے کب کے ترسے تھے

گویا بیداری ہی میں لرزے تھے

دشت پھیلا ہوا تھا، گالوں پر

ریت کا اک نشان بھی نہ تھا

درد کے کارواں تھے تھوڑی پر

مولی گاجر تھے بال ماتھے پر

بندے کانوں میں تیرگی کے تھے

ہار گردن میں طوق کی مانند

الجھنیں، گوند گوندھا تھوں سے،

قلم تک چھوٹ چھوٹ جاتا تھا

اگلے پچھلے نشاں، نہیں مٹتے

پیروں پہ آبلے ہیں سالوں کے

ذہن پہ تھی حنارویوں کی

منتظر دل، شکستہ راہیں تھیں

اگتے کانٹوں سے سینہ چھلنی تھا

روح، بے زخم آہیں بھرتی تھی

ایک شیشے کے سامنے تھی میں

ایک، شیشہ تھی میں میرے آگے

رونگٹے مست تھے نگاہوں میں

لوریاں ڈھس رہی تھیں شنوائی

خود خودی میں تھی ڈوبنے والی

نیند، آغوش میں جو نہ لیتی

نیند، آغوش میں جو نہ لیتی

آج چھ ماہ بعد مہر خود کو آئینے کے سامنے دیکھ کر غزل کے بول مدھم سی آواز میں گنگنا رہی تھی, کتنی بدل گئی تھی وہ یا یوں کہنا بہتر تھا کہ حالات نے اسے بدل کر رکھ دیا تھا

ڈری سہمی اور چپ رہنے والی مہر آج چھ ماہ کا انگلش کورس مکمل کر چکی تھی کتنے ہی ڈیلرز کو اس نے اپنے انداز میں ڈیل کیا تھا اور ہر دفعہ اسد کو اس کی کی گئی ڈیل سے لاکھوں کا فائدہ ہوا تھا۔۔۔اسد نے بہت کہا تھا کہ وہ اب الگ بوتیک بنانا چاہے تو وہ اسے سپورٹ کرے گا لیکن وہ اتنا کچھ نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔اچھا خاصا کمانے لگی تھی اب گھر بھی چینج کر لیا تھا تو بس وہ اسی میں پر سکون رہنا چاہتی تھی۔۔۔لیکن پر سکون وہ صرف لوگوں کے سامنے تھی آنکھوں کی ویرانی تو ابھی بھی لوگ پڑھ لیتے تھے۔۔۔

اس نے سوچوں سے نکل کر اپنے آپ کو دیکھا

رنگت بھی پہلے سے نکھر چکی تھی, حلقے ختم ہو چکے تھے, چھوٹے سے ڈریسر کے سامنے وہ خود کا جائزہ لے رہی تھی جب باہر سے آواز آئی۔۔۔۔۔

اور وہ آواز کو سنتے ہی باہر کو بھاگتی ہوئی گئی تھی۔

انشال نے جب دیکھا کہ معیز بھی اس کے ساتھ ہے تو خونخوار نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔۔معیز بھی اسے ہی دیکھ رہا تھا اس لیے آنکھوں میں شرارت لیے مسکرانے لگا,

ولی بھائی پاکستان میں اکیلی جا رہی ہوں نا پھر یہ بیگ۔۔۔اس نے دیکھا ولید گاڑی میں انشال کے بیگ کے علاوہ بھی ایک بیگ رکھ رہا تھا

ارے ہاں گڑیا وہ معیز بھی جا رہا ہے پاکستان, تمہیں بتانے کا یاد ہی نہیں رہا۔۔۔رشنا سے وہ فلیٹ پہ مل چکی تھی, اسے سفر سے منع کیا گیا تھا اس لیے وہ آرام کر رہی تھی

انشال اور معیز پلین میں بیٹھ گئے تو ولید بھی واپس چلا گیا۔۔۔۔

اور انشال نے اکیلے ہوتے ہی غصے سے کہا, آپ میرا پیچھا کرنا کب چھوڑیں گے ؟؟؟

وہ دونوں ساتھ ہی بیٹھے ہوئے تھے

ایکسکیوز می۔۔۔معیز نے ابرو چکا کر حیرت سے کہا

ایکسکیوزڈ۔۔۔۔انشال بھی اسی کے انداز میں بولی تھی

اب میرے اتنے برے دن بھی نہیں آئے کہ میں کسی چڑیل میرا مطلب ہے کہ کسی دوشیزہ کا پیچھا کروں۔۔۔۔اس نے اپنے منہ سے لفظ چڑیل نکلنے پہ زبان دانتوں تلے دبائی,تو انشال نے ہونقوں کی طرح اسے دیکھا

میں چڑیل ہوں۔۔۔۔

آہستہ بولو یار لوگ دیکھ رہے ہیں آس پاس کے لوگ متوجہ ہوئے تو معیز نے کہا

اور تم چڑیل کہاں ہو تم تو پیاری سی بچی ہو۔۔۔

گڑیا۔۔۔یو نو۔۔۔۔۔وہ مسکراہٹ دبا رہا تھا انشال کی یہ نوک جوک اسے مزہ دے رہی تھی

افففف آپ ہیں ہی جِن,وہ منہ بسورتی رخ موڑ گئی تھی

ناراض ہو۔۔۔معیز نے اب سنجیدہ ہو کر پوچھا,

میں اجنبیوں سے ناراض کبھی نہیں ہوئی ,

اووو تو ہم اجنبی ہیں۔۔میں مما سے ملنے کے لیے آیا ہوں اور وہ شادی کے لیے فورس کر رہی ہیں تو تم مان جاؤ ورنہ کوئی اور دیکھنی پڑے گی۔۔۔۔ آخری بات پہ آنکھوں میں شرارت تھی۔۔۔لیکن انشال کونسا دیکھ رہی تھی ,

کچھ بھی بولے بغیر بس اس کے منہ سے کسی اور کا سنتے ہی نمی کو واپس دھکیل رہی تھی

معیز نے دو تین دفعہ اسے بلانا چاہا لیکن وہ ایسے محسوس کروا رہی تھی جیسے وہاں تھی ہی نہیں۔۔۔۔معیز بھی اکتا کر چپ کر گیا۔۔۔۔

ہو ہی پاگل بڑبڑاتے ہوئے اس نے بھی سیٹ سے پشت لگاتے آنکھیں موندلی تھیں

سر آپ کے نام کا پارسل آیا ہے, ندا اور عمر اس وقت آفس میں بیٹھے فائلز دیکھ رہے تھے جب پئن نے اندر آ کر ایک لفافہ انکی طرف بڑھایا۔۔۔ندا نے عمر کی طرف دیکھا تو کندھے اچکائے مطلب اس نے تو کوئی چیز نہیں منگوائی ,

پئن دے کر چلا گیا تو اس نے اوپن کیا اور دیکھتے ہی اس کی رگے تن گئیں ماتھے پر کئیں بل نمودار ہوئے تھے

کیا ہوا عمر۔۔۔یہ ہے یہ

عمر نے غصے سے پکڑے پیپر ٹیبل پہ پھینکے تھے, اب وہ جاہل عورت مجھے طلاق کے پیپرز بیجھے گی۔۔۔اسے میں دیتا ہوں طلاق۔۔۔۔وہ اٹھ کر غصے سے بولا تھا۔۔ندا نے پیپرز دیکھے تو وہ بھی ہائپر ہوئی

تو اچھا ہے نا تم اسے آزاد کیوں نہیں کر دیتے, آخر مسلہ کیا ہے جو اسے طلاق دینے پر ایسے ریایکٹ کر رہے ہو

تم نہیں سمجھو گی ندا اس نے ایک مرد کی انا کو للکارا ہے اور اس کا انجام تو اسے دیکھنا ہو گا۔۔۔وہ کہتا ہوا باہر نکل گیا تھا

ندا نے آواز بھی دی لیکن وہ جلد ہی مہر کو جھکتا ہوا دیکھنا چاہتا تھا اس لیے اس کے پاس گیا۔۔۔۔!!!

مس مہر مجھے آپ سے کچھ بات کرنا تھی۔۔۔اگر آپ کے پاس وقت ہے تو ,

بوتیک میں سے سب جا چکے تھے جب مہر نکلنے لگی تو اسد نے سامنے آتے ہوئے کہا

جی سر۔۔۔۔۔

ادھر نہیں باہر کافی شاپ پہ بیٹھ کر۔۔۔یہاں چھٹی کے بعد رکنا ٹھیک نہیں۔۔۔اس نے مہر کی عزت کو لے کر کہا تو مہر نے سر اٹھا کر دیکھا

کتنا اچھا ہے یہ شخص شاید ہی کوئی ان کے جتنی عزت کرتا ہو عورتوں کی۔۔۔۔۔۔اس نے دل میں سوچا اور اسد کے ساتھ باہر نکل آئی

دونوں کافی شاپ میں آ کر ایک کونے پہ پڑی چئرز پہ آ کر بیٹھ گئے

جی بولیے۔۔۔وہ ادھر ادھر دیکھ رہی تھی کہ عمریا کوئی اور نا دیکھ لے اسد کو تو جانتی تھی وہ لیکن لوگوں کا کیا ہے وہ کچھ بھی الٹا سیدھا سمجھ سکتے تھے

آپ کمفرٹیبل نہیں ہیں تو اٹس اوکے ہم چلتے ہیں۔۔۔اسد نے نوٹ کیا تو کہا

نہیں سر آپ بتائیں کیا بات ہے اسنے ریلیکس ہوتے کہا

وہ میں۔۔۔۔اسد کہتے کہتے رکا۔۔۔اسی پل مہر نے اسد کی آنکھوں میں دیکھا تو اسکا وجود لرز گیا۔۔۔۔سنے بغیر بھی وہ سمجھ گئی تھی اسکی بولتی آنکھیں اور عورت کی تو چھٹی حس پہلے ہی بہت ایکسٹرا تیز ہوتی ہے

اسد نے بات مکمل کی کہ وہ بھاگ ہی نہ جائے

آپ سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔۔۔مہر کو پاؤں کے نیچے سے زمین نکلتی ہوئی محسوس ہوئی تھی

تھوک نگل کر اس نے بے یقینی سے اسد کو دیکھا

ایک دم سے اسکا تنفس بھکرا تھا چہرے پہ سختی آئی,

پلیز منع مت کیجئے گا۔۔۔۔

پلیز سر چپ کر جائیں۔۔۔۔ٹھنڈ میں بھی مہر کو پسینہ آنے لگا تھا۔۔۔۔

وہ کچھ بھی سنے بغیر وہاں سے نکل گئی تھی

اور اسکے چال میں واضع لرزش تھی جسے اسد نے دیکھا تھا

افففف وہ بے بس سا سر گرائے۔۔۔سوچوں میں گم ہو گیا

آپ کو ماننا تو پڑے گا مس مہر خود سے کہتا وہ بھی اپنی گاڑی کی طرف آ گیا

انشال نے پاکستان کسی کو بھی نہیں بتایا تھا کہ وہ واپس آ رہی ہے۔۔ائر پورٹ پہنچے تو معیز نے دیکھا شہری یا کوئی بھی اسے لینے نہی آیا تھا۔۔آپ نے کسی کو بتایا نہیں کہ آپ آ رہی ہیں اس کے ساتھ چلتے ہوئے سوال کیا گیا

نہیں۔۔۔۔

اوو چلیں میرے ساتھ آجایئں میں ڈراپ کر دوں گا

نہیں میں چلی جاؤں گی بہت شکریہ آپ کا

کچھ تو مان لیا کرو, ہر وقت لڑائی چاہتی ہو

انشال نے گھور کر دیکھا

ہمارے درمیان ایسا رشتہ ہی کب ہے کہ آپ سے لڑوں

جتایا گیا

معیز ہنسا۔۔۔تو بنا لیتے ہیں رشتہ اس لیے تو آیا ہوں

ضرورت نہیں ہے

وہ تو جیسے ٹھان چکی تھی معیز کی کبھی نہ سننے کی

تم چل رہی ہو یا ابھی مہر آنٹی کو کال کروں

دھمکایا گیا

ویسے جتنے اچھے آپ بنتے ہیں سب کے سامنے اتنے ہیں نہیں

منہ بسور کر کہا گیا

ڈرائیور سامنے ہی کھڑا تھا معیز نے اسے جانے کا کہا تو انشال نا چاہتے ہوئے بھی ساتھ آ بیٹھی۔۔۔۔

تم کیا پاگل ہو

معیز اس سے بات کرنا چاہتا تھا

ہوں تو نہیں پر آپ اپنی ان فضول کی باتوں سے ضرور کر دیں گے

اچھا بات سنو۔۔۔۔اسنے اب سنجیدہ ہو کر کہا

انشال اس کے لہجے سے سمجھ گئی تھی کیا کہنے والا ہے

چہرہ جھکائے ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو دیکھنے لگی

مان جاؤ نا یار باقی ضد شادی کے بعد کر لینا, محبت بھرے لہجے میں کہا گیا تو انشال کے جسم میں سنسنی دوڑی۔۔۔۔۔

آپ مجھے مما کی طرف اتاریئے گا میں پہلے مما کے پاس جانا چاہتی ہوں

معیز نے اب گاڑی روک کر اسے گھورا۔۔۔۔ تو انشال نے بھی اسے دیکھ کر کندھے اچکائے

سادہ سی پرنٹڈ ریڈ شلوار قمیض دوپٹہ گلے میں ڈالے, کھلے بال جو آوارہ چہرے اور کندھے پہ جھول رہے تھے نکھری رنگت جو دبئ جانے سے اور نکھر چکی تھی

معصوم سی انشال بہت پیاری لگ رہی تھی معیز دیکھے گیا تو وہ جزبز ہوئی

گاڑی۔ چلائیں وہ زیادہ دیر اسکی آنکھوں میں نا دیکھ سکی

تم کیوں نہیں سن رہی, کتنی دفعہ پوچھ چکا ہوں

تو نہ پوچھیں مجھے نہیں کرنی آپ سے شادی ,

جب میں کہا تھا تب تو آپ کہہ دیا بچی ہو, پڑھائی کرو یہ وہ۔۔۔۔ اور اب کیا ہوا جو آپ مان گئے ہیں

اندر کے شکوے آج خود ہی باہر آنے لگے تھے

جو بھی تھا وہ اس وجہیہ پرسنالٹی رکھنے والے بندے کو دل و جان سے چاہتی تھی اور یہ چاہت کسی پاگل پن سے کم نہ تھا جو کسی لڑکی کا سایہ بھی معیز کے پاس برداشت نہیں کرتی تھی

ہاں تو اب دیکھ چکا ہوں کہ موبائل پہ بچوں کی طرح باتیں کرنے والی لڑکی بڑی ہے۔۔۔ معیز کی مسکراہٹ واپس آئی تھی

رہنے دیں آپ۔۔۔۔۔پھر سے منہ بنایا گیا

چلو مرضی,وہ بزنس ڈیلر کی بیٹی کیا۔۔۔نام

وہ کہنے ہی لگا تھا کہ انشال اس کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی اسے کولر سے پکڑ چکی تھی

میں جان لے لوں گی آپ کی معیز آفندی,میرے سامنے کسی کا نام مت لیجیے گا

کرنی ہے شادی تو جس سے مرضی کریں شوق سے کریں

میرا خون نا جلایا کریں

ہیں ہی برے آپ میں تو تھی ہی پاگل جو پتھر پہ سر پھوڑنا چاہتی تھی وہ کہتے ہوئے رو پڑی تو معیز کے دل میں سکون سا اترنے لگا اور اسی کی ہنسی بھی چھوٹ گی جس پہ انشال نے اسے جلدی سے چھوڑا اور حفت مٹاتی بولی۔

پلیز گاڑی چلائی ورنہ میں باہر جانے لگی ہوں

اسکا تو خون کھول رہا تھا۔۔۔وہ اب بھی بس ہنس رہا تھا

وہ لمبا سانس لیتی باہر دیکھنے لگی

اسی ٹون میں رہا کروسئی شیرنی لگتی ہو۔۔۔۔وہ اب بھی مسکرا رہا تھا

پھر اسے زیادہ تنگ نہ کرنے کا سوچ کر چپ کر گیا

اور گاڑی چلانے لگا

❀ ❀ ❀ ❀ ❀ ❀

افف تم نے تو ڈرا ہی دیا, شہری اچانک دوپہر کو ہی واپس آکر سیدھا کمرے میں آیا جہاں رومی کبرڈ کی صفائی کر رہی تھی جب شہری کے اچانک آواز پہ وہ ڈر کر مڑی تھی

میں کیا کوئی جن ہوں۔۔۔وہ کافی خوش لگ رہا تھا

کسی جن کی طرح ہی نمودار ہوئے ہو۔

پانی لاؤں آپ کے لیے۔۔۔۔

رومی نے مسکراہٹ دبائے اسے کہا تو شہری نے دل پہ ہاتھ رکھے گرنے کی ایکٹنگ کی

وہ ہمیں آپ بلا رہے ہیں

ہم کہیں خوشی سے مر نہ جائیں

الٹا ہی بولنا۔۔۔رومی نے پکڑی شرٹ اسکی طرف پھینکی

ویسے اتنی احترام کرنے والی ٹپس کیا کسی سے سیکھ رہی ہو

رومی ہنس دی۔۔۔دادی جان کہہ رہی تھیں کہ میں تمہیں آپ کہہ کر بلایا کروں تم اب میرے شوہر ہو۔۔۔۔۔رومی نے منہ بنایا

اوووو۔۔۔پر تم مجھے تم ہی کہا کرو, میرے ساتھ اتنا فارمل ہونے کی ضرورت نہیں ہے ویسے بھی میری ڈکشنری میں مرد عورت کی ویلیو ایک جیسی ہے مطلب احترام کرنا تو ہم دونوں جیسے کمفرٹ ہیں ویسے ہی رہیں گے

جو حکم میرے آقا اور کوئی حکم۔۔۔رومی نے دل پہ ہاتھ رکھ کر جھک کر کہا تو شہری نے محبت سے اسے دیکھا

ادھر آو۔۔۔۔اب وہ بیڈ پہ بیٹھ چکا تھا

رومی اس کے پاس جا کر بیٹھ گئی

کیا ہوا خوش لگ رہے ہو۔۔جلدی بھی آ گئے ,

ہاں وہ شوروم اب میرا ذاتی شوروم بن گیا ہے بس اسی کی خوشی میں آج جلدی آ گیا۔۔۔آج ہم ڈنر پہ جائیں گے

واؤ۔۔۔۔ماشاءاللہ کیا سچ میں رومی اسکی کامیابی پہ دل سے خوش تھی

مبارک ہو شہری رومی نے دل سے کہا ,

تھینکیو

جانتی ہو جب تم کہا تھا کہ شہری کام بھی نہیں کرتا تو میں بہت ہرٹ ہوا تھا۔۔۔

سوری شہری میرا وہ مطلب تو نہیں تھا تم ابھی تک وہ بات بھولے نہیں رومی نے دکھ سے اسے دیکھا

بھول گیا تھا آج ایسے ہی اچانک یاد آگیا

پر اب کونسا میں دکھی ہوں اس نے رومی کا ہاتھ پکڑا

تم میرے پاس ہو تو بھلا کوئی بات یا کوئی اور چیز مجھے دکھی نہیں کر سکتی۔

اچھی بیوی کا ملنا خوش قسمتی ہوتا ہے اور تم میری محبت بھی ہو رومی اور میں خود کو دنیا کا سب سے بڑا خوش قسمت مرد سمجھتا ہوں

رومیصہ نے آنکھوں میں نمی لیے شہری کو دیکھا

تم بہت اچھے ہو شہری اور میں سچ میں تمہارے ساتھ بہت خوش ہوں رومی نے دوسرا ہاتھ بھی اس کے ہاتھ پہ رکھ دیا۔

ہائے ابھی دن ہے اور تمہارا یوں مجھے اچھا کہنا کہیں مجھے کچھ کرنے پہ اکسا نا دے اس لیے سنو

رومی نے اس کی بات پہ اب ایک مکا جھڑا تھا۔ افف ظالم بیوی مارو گی کیا۔ تم بتا رہے ہو یا نہیں۔ رومی نے معصنوئی غصہ دکھایا۔ہاں یہ تمہارے لیے اس نے اپنی جیب سے ایک باکس نکال کر اس کے سامنے کیا

رومی نے کھول کر دیکھا تو اس میں ڈائمنڈ کی رنگ تھی۔۔واؤ" اس کے منہ سے بے ساختہ نکلا,یہ تم لے کر آئے ہو۔۔۔رومی کو یقین نہیں آ رہا تھا کہ وہ اس کے لیے لے کر آیا ہے۔ جی جناب میں ہی لایا ہوں وہ رومی کی آنکھوں میں چمک کے ساتھ حیرانگی بھی دیکھ رہا تھا

مگر تمہارے پاس اتنے پیسے کہاں سے آئے ,

تمہارا نکما شوہر اب بہت جلد امیر ہونے والا ہے

کیا مطلب ڈاکہ تو نہیں ڈال رہے کہیں۔۔۔توبہ تمہیں ایسا لگتا ہوں, اچھا بتاؤ نا ادھار تو نہیں لیا کسی سے, بہت پیاری ہے یہ لیکن میں ویسے بھی بہت خوش ہوں اس سب کی نہ کبھی خواہش کی ہے نا سوچا ہے تو سچ اچ بتاؤ کس سے لیے پسے رومی کو اس کی فکر ہو رہی تھی

اور رومی مسکرا رہا تھا

بس بس بریک لگاؤ میں جو گڈ نیوز لایا ہوں اسکا بھی مزہ خراب کر رہی ہو تم تو ,

میں نے اپنا ذاتی کاروبار شروع کیا ہوا ہے اور آج یہ دوسری ڈیل ہوئی ہے اسلامباد کے ایک بندے سے جس سے مجھے کافی فائدہ ہوا ہے تو سوچا سب سے پہلے تمہارے لیے کچھ لوں

تم اتنا کچھ کر رہے تھے اور بتایا بھی نہیں رومی نے منہ بنایا سرپرائز دینا چاہتا تھا شہری نے دانت دکھائے

اللہ تمہیں اور کامیاب کرے رومی نے خوش ہو کر اس کے لیے دعا کی۔۔۔

اور مما کو بتایا؟؟

آج چلیں گے بتانے ساتھ ان کے لیے شاپنگ کریں گے اور باقی سب کو تب بتائں گے جب انشال اور ولی بھائی گھر آئے اپنے بچے کے ساتھ

ہمممم۔۔ چلو ٹھیک ہے

تھینکس شہری رومی نے تشکر بھرے لہجے میں کہا

کس لیے بیگم صاحبہ

ہر چیز کے لیے

تم بہت اچھے ہو

جانتا ہوں میں وہ ہنس دیا

پیارے بھی ہو

ہاہہاہاہا یہ آج جان گیا ہوں

رومی اب اس کے پاس سے کھڑی ہو چکی تھی

کھانا لاتی ہوں تمہارے لیے

ہاں بہت بھوک لگ رہی ہے

آتی ہوں۔۔۔کمرے سے نکلتے ہوئے اس نے پھر سے شہری کی طرف دیکھا تھا

اور اللہ کا شکر ادا کیا تھا

شہری آنکھیں موندے لیٹ چکا تھا

مما۔۔۔مہر انشال کی آواز سنتی ہی باہر کو بھاگی تھی وہ سامنے ہی کھڑی تھی معیز اتار کر چلا گیا تھا اسنے کہا تھا پھر کبھی آئے گا مہر آنٹی سے ملنے۔۔

ارے میری جان آگئی مہر نے نم آنکھوں سے اسے گلے لگایا اور چومتی جا رہی تھی

کیسی ہیں آپ انشال کی حالت بھی مہر جیسی ہی تھی

نانو سے وہ چپکے سے مل چکی تھی نانا جان ابھی گھر پہ نہیں تھے

تم کس کے ساتھ آئی ہو کب آئی ہو کون چھوڑ کر گیا

ریلیکس مما بیٹھیں بتاتی ہوں۔۔وہ میں سرپرائز دینا چاہتی تھی اس لیے کسی کو نہیں بتایا اور معیز نے بھی آنا تھا تو وہی چھوڑ گئے ہیں اس نے نانو کی چارپائی پہ بیٹھتے ہوئے کہا

ٹھیک ہو نا ولید کیسا ہے رشنا کیسی ہے

سب اچھے ہیں مما۔۔۔معیز اندر کیوں نہیں آیا

وہ کہہ رہے تھے صبح آئں گے آپ سے ملنے۔

اچھا شہری کو تو بتا دوں میں کال کر کے انہوں نے جلدی سے کال کی اور وہ دونوں پہلے ہی مہر کے پاس آنے کی تیاری کر رہے تھے اب جلدی کرنے لگے۔۔

شہری اور رومیصہ بھی آ گیے تھے, سب ایک ساتھ بہت خوش تھے

سارے ایک ساتھ بیٹھے تھے جب نانو بولی

تمہیں کتنی دفعہ کہا ہے انشال سر پہ دوپٹہ رکھا کرو۔

ارے نانو آپ کی نظر ابھی تک اتنی سہی کیسے ہے

انشال کی بات پہ نانا کے ساتھ باقی سب بھی انشال کی شرارت سمجھ کر کھسیانی ہنسی ہنس دیے تو نانو نے جوتی پکڑی۔۔۔تجھے بتاتی ہوں کہ کتنی تیز ہے نظر میری۔۔شہری کا قہقہ جاندار تھا باقی سب بھی انشال کے مہر کے پیچھے چھپنے پہ ہنس دیئے

ویسے بڑی بے مروت نکلی ہو جو دبئ سے خالی ہاتھ آ گئی

شہری نے اسے تنگ کرنا چاہا۔۔۔بھابھی ابھی تک آپ نے میرے اس ندیدے بھائی کو ٹھیک نہیں کیا

انشال کونسا کم تھی رومی کی طرف ہوئی

یہ نہیں سدھر سکتا جو مرضی کر لو۔

لو اب اس میں کیا ہے دوسرے ملک سے آئی ہو تو کچھ تو بنتا ہے نا۔۔۔ شہری نے منہ بسورا

لائی ہوں لائی ہوں صبر تو کرو بعد میں دیکھ لینا

اچھا پھر ٹھیک ہے

شہری کو تسلی ہوئی۔ میرے پاس بھی ایک گڈ نیوز ہے تم لوگوں کے لیے شہری نے بھی اب چہکتے ہوئے کہا

مہر اور انشال نے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔

نانا اور نانو جان کے نواسے نے اپنا کاروبار کھول لیا ہے

رومی کے علاوہ باقی سب بھی ہونقوں کی طرح اسے دیکھا

یہ مزاق ہے نا انشال بولی۔ جا اوئے سچ ہے, تم سب میری قابلیت پہ شک ہی کرنا ہمیشہ معصوم بننے کی ایکٹنگ کی گئی

سچ کہہ رہا ہوں مہر نے اسے اپنے گلے سے لگایا اور ڈھیروں دعائیں دیں مجھے پتا تھا میرا یہ شرارتی بچا ایک دن ضرور کچھ کر کے دکھائے گا

سب نے خوش ہو کر اسے مبارک باد دی ,

خوش گپیوں میں کھانا کھا کر وہ واپس چلے گئے انشال بھی چلی گئی تھی ادھر بھی باقی لوگوں سے ملنا جو تھا

مہر کو سکون ہوا اسکی اولاد پر سکون اور اپنی اپنی زندگیوں میں خوش تھی

لیکن وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ ابھی اس کے لیے آگے اور بھی آزمائشیں آنے والی ہیں

ہائے بیوٹیفل کپل کیسے ہیں آپ دونوں معیز اپنے مما بابا کو دیکھتے ہی مسکراتے ہوئے بولا تو دونوں اسکی آمد پہ نحال ہوئے ہم تو ٹھیک ہیں برخوردار تم ہی بھاگ رہے ہو ہم سے ,

دونوں سے ملتے اب وہ لاونج میں پڑے صوفہ پہ بیٹھ چکے تھے

یہ لیں بس آ گیا ہوں نا اب, اور آپ دونوں کے سارے گلے شکوے دور کر کے جاؤں گا۔

جہاں آرا نے محبت پاش نظروں سے دیکھا, یہ لو پانی پیو, ملازمہ ٹرے میں پانی لے آئی تو انہوں نے کہا

کھانے کا بھی کریں مما بہت بھوک لگی ہے۔۔سب کچھ تیار ہے تم بس فریش ہو جاؤ۔۔۔اچھا تو آپی پھر کوئی نہیں آپی ویسے کتنی ظالم ہے دو سال ہو گئے ہئں ایک دفعہ بھی ملنے نہیں آئی اور اب تو میں اسپیشل بلایا تھا اسنے منہ بسورا۔۔۔

آپ نے یاد کیا اور ہم حاضر,,, پیچھے سے آواز آئی تو تینوں نے حیرانگی سے دیکھا

ارے واہ آج تو ہماری دونوں آنکھوں کی ٹھنڈک ایک ساتھ موجود ہیں

تینوں اندر آتی فاطمہ سے ملے, آپ کے شوہر حضور کدھر ہیں کہیں دروازے میں ہی تو نہیں رہ گئے۔۔۔معیز نے اسکے شوہر کے موٹا ہونے پہ شرارت سے کہا تو فاطمہ نے مکا جھڑا شرم کرو۔۔۔بڑے ہیں تم سے,ہاں بڑے تو وہ کافی ہیں وہ پھر سے ہنسا تو فاطمہ بھی اسکی شرارتوں پہ ہنس دی۔۔۔وہ آرہے ہیں گاڑی سے سامان نکلوا رہے ہیں

چلو میں دیکھتا ہوں آپ بیٹھیں مما بابا کے پاس معیز کہہ کر باہر کی طرف چلا گیا

مہر بچوں کی آمد سے خوش تو تھی پر اگلی صبح اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کیا کرے, اسد کی بات نے اسے دھچکا ہی تو دیا تھا, وہ کیسے سوچ سکتا تھا اتنا غلط, کچھ بھی سوچے بغیر مہر نے بوتیک چھوڑنے کا فیصلہ کیا اور گھر پہ ہی رہی, اب وہ اتنی قابل تھی کہ کسی بھی ڈیزائنر ہاؤس میں نوکری کر سکتی تھی۔

اسد نے نازلین سے پوچھا کہ مہر کدھر ہیں تو اسنے کہہ دیا کہ وہ نہیں آئی۔۔۔ اسد کچھ سوچ کر گاڑی لے کر باہر نکل گیا

تو تم اب مجھ سے طلاق لو گی وہ بھی عدالت میں جا کر, میری بیٹی کل آئی ہے تم نے اسے بھی اپنے ساتھ لگا لیا ہے وہ میری بات سننے کو ہی تیار نہیں ہے۔۔۔ عمر کب سے مہر کے گھر میں کھڑا اونچا اونچا چلا رہا تھا

سکینہ بیگم میں تو بولنے کی سکت نا تھی مہر چپ کر کے اسے سن رہی تھی

ہو گیا آپ کا۔۔۔ مہر نے اس کی اتنی باتوں پہ بس اتنا کہا, اب آپ جا سکتے ہیں یہ شریفوں کا محلہ ہے۔

عمر جو سوچ رہا تھا کہ اسے طلاق نہیں دے گا اسنے تیش میں آ کر اور یہ سوچ کر کے مہر کو طلاق کے بعد بچوں سے ملنے نہیں دے گا ,

دھاڑا تھا,, اور تین دفعہ اسے کہا تھا

میں تمہیں طلاق دیتا ہوں۔۔۔سکینہ بیگم نے اپنے دل پہ ہاتھ رکھا وہ روتی ہوئیں چارپائی پہ نڈھال سی گریں تھیں

مہر کے پاؤں لڑکھڑائے لیکن یہ تو ہونا تھا, دل زور سے دھڑکا تھا آنسو کو روکنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے بھی چند قطرے رخساروں پہ بہہ نکلے تھے

اب آزاد ہو جاؤ اس نئے عاشق کے ساتھ عیش کرو۔۔۔وہ کہہ کر نکلتا چلا گیا تھا

مہر وہیں زمین پہ بیٹھتی چلی گئی

اسد نے یہ سارا منظر دروازے پہ کھڑے ہو کر دیکھا تھا اور عمر کے باہر آنے سے پہلے ہی وہ واپس آ چکا تھا

نازلین نے فون کر کے پوچھا تو مہر بتا دیا تھا طلاق کا اور وہ وقت دینا چاہتی تھی مہر کو اس لیے اس کے پاس بھی نہیں گئی۔

سب جانتے تھے کہ مہر طلاق لینا چاہتی ہے اس لیے سب خاموش تھے, انشال تو بلکل چپ ہو کر رہ گئی تھی

مہر کی ساس سسر کو الگ بہت دکھ ہوا تھا, وہ جانتے تھے۔ ساری غلطی صرف عمر کی ہے۔ اس لیے مہر جس فیصلے سے خوش تھی انہوں نے اسی کا ساتھ دیا تھا

ایک ہفتہ ہو گیا تھا مہر کو گھر پہ جب نازلین آئی۔ تم بوتیک کیوں نہیں رہی,, سر نے بیجھا ہے مجھے, چائے پیتے ہوئے اسنے کہا میں کام چھوڑ چکی ہوں۔ کیا نازلین نے کپ رکھتے حیرت سے پوچھا۔۔۔کیوں وجہ بتا سکتی ہو نازلین کو غصہ ہی تو آ گیا تھا۔ کوئی وجہ نہیں ہے اس نے نظریں چرائں۔ تم مجھ سے جھوٹ نہیں بول سکتی۔ مہر نے بے بسی سے پاس بیٹھی اپنی مہربان دوست کو دیکھا۔ سچ کہہ رہی ہوں۔ مینٹلی ٹھیک نہیں ہوں جب ہوئی آ جاؤں گی۔ نازلین نے پھر اسے نرم لہجے میں کہا, میں جانتی ہوں کچھ چھپا رہی ہو جب دل کیا بتا دینا۔ اور دماغ زرا سیدھا ہی رکھو, تم بہت آگے نکل چکی ہو اس لیے اور آگے کا سوچو نا کہ ماضی میں جانے کی کوشش کرو۔ لیکن ماضی کو اتنی جلدی بلایا بھی تو نہیں جا سکتا اور وہ بھی عورت کا ماضی جِسے معاشرہ ہی بھولنے نہیں دیتا, پاس سے گزرتے ہوئے بھی لوگ ایسی بات کہہ جاتے ہیں کہ دل کرتا ہے کہیں دور چلی جاؤں۔۔ نجانے کیوں عورت کو اپنے دکھ کے ساتھ معاشرے کی زیادتی بھی سہنی پڑتی ہے نازی, ایسا صرف عورت کے ساتھ ہی کیوں ہوتا ہے۔ عمر کی غلطی کسی کو نظر نہیں آتی میں بے گناہ ہو کر بھی سب کی باتیں سن رہی ہوں بس۔۔۔نازلین نے اس کے ہاتھ پہ اپنا ہاتھ رکھا۔ بعض اوقات محسوس ہوتا ہے آپ ایسی تکلیف میں ہیں کہ اس کو نہ تو برداشت کر پاتے ہیں، نا مر پاتے ہیں نہ ہی کوئی دماغ کی شریان پھٹتی ہے مگر ایسا لگتا ہے کوئی آپکا جسم کسی خاردار آلے سے کاٹ رہا ہو کتنا درد تھا مہر کے لہجے میں نازلین کچھ دیر تو بول ہی نہ سکی لیکن وہ مہر کو کمزور نہیں کرنا چاہتی تھی اس لیے بولی

"اپنے لیے ایسی جیل نہ بناؤ جس کی سلاخیں لوگوں کی "رائے" پہ مبنی ہوں کہ آپ نے زندگی کیسے گزارنی ہے" تم صرف اللہ کی زات پہ یقین رکھو, اپنی خوشیوں کا سوچو اپنے سکون کا سوچو, یہ تمہارا حق ہے کہ تم اپنے مسکرانے کی وجہ ڈھونڈو لوگوں کا کیا ہے وہ تو سچ کو ہمیشہ دباتے ہیں اور عورت کو تو شروع سے ہی دبایا جاتا ہے اس لیے پر سکون رہو اللہ سے مدد مانگا کرو, جب کچھ نظر نا آئے تو سب اس پہ چھوڑ دینا چاہئے اور وہ زات کبھی اپنے انسان کے ساتھ غلط نہیں ہونے دیتی۔۔

مہر کو نازلین کی باتیں ہمیشہ پر سکون کر دیتی تھیں

تم بہت خاص ہو میری زندگی میں مہر نے دل سے کہا تو نازلین مسکرادی۔۔۔تم بھی میری بہت پیاری دوست ہو اور اب میں یہ چہرے پہ اداسی نہ دیکھوں چلو تم آرام کرو بوتیک کل کر لینا جوائن ورنہ اٹھا کر لے جاؤں گی چلتی ہوں اماں آپ کی بیٹی کو عقل کی ڈوز دے دی ہے فٹ رہے گی اب۔۔سکینہ بیگم سے ملتی وہ چلی گئی مہر کے ساتھ سکینہ بیگم بھی اس کی باتوں پہ مسکرادیں۔

مہر پھر سے اسد کی کہی گئی بات کے بارے سوچنے لگی تھی

بھائی میں کالج پھر سے جوائن کرنا چاہتی ہوں انشال کا گھر میں اکیلے رہ رہ کر دم گھٹنے لگا تھا اس لیے اسنے ماسٹرز مکمل کرنے کا سوچا,وہ اس وقت ڈائنگ ٹیبل پہ موجود تھے

اچھا تو کر لو اچھی بات ہے اس طرح تمہیں کوئی اسٹریس بھی نہیں ہو گا,دادو اور دادا جان نے کبھی بھی بچوں پہ روک ٹوک نہیں کی تھی اس لیے چپ کر کے سن رہے تھے

کبھی تم باہر جاتی ہو پڑھنے کے لیے پھر ادھر جا کر معیز کے ساتھ کام کرنے لگ جاتی ہو اب گھر آ کر پھر سے پڑھائی عجیب ہو ویسے ندا بولے بغیر نہ رہ سکی ,

میرے خیال میں آپ کو ہمارے گھر کے معاملوں سے دور ہی رہنا چاہئے مسسز عم چغتائی شہری نے دانت پیس کر کہا ,

اپنی حد میں رہو شہری عمر بھی بولا

تو آپ بھی پھر اپنی مسسز کو انکی حدیں بتا دیں کہ ہمارے کسی بھی معاملے میں مداخلت نہ کریں,وہ بھی دو ٹوک بولا تھا

انشال البتہ چپ ہی تھی۔ دیکھ رہی ہیں امی آپ,وہ مہراب بچوں کو میرے خلاف کر رہی ہے اور یہ پھر بھی اسی کے پاس جاتے ہیں انکو باپ کی عزت کرنا بھی بھول گیا ہے

یہ مما کی تربیت ہی ہے بابا کہ آپ اور ہم ابھی تک سامنے ہیں اور ساتھ بھی, ورنہ جتنا برا آپ مما کے ساتھ کیا ہے اس کے بدلے اگر کچھ کرتے ہم تو اس وقت حالات کچھ اور ہوتے وہ کہہ کر اٹھ گیا تو عمر نے بھی غصے سے کھانا چھوڑ دیا

رومی جلدی سے کمرے میں شہری کے پیچھے گئی تھی

اور باقی سب بھی کھانے سے ہاتھ روک چکے تھے

ندا تو شہری کے جواب سے ہی بل کھا کر رہ گئی تھی اس لیے واک آوٹ کر گئی

تم کل چلنا میرے ساتھ انشال کالج یا یونی ورسٹی جدھر بھی جانا ہوا میں لے چلوں گا وہ کہہ کر باہر نکل گیا تو انشال بھی سر ہلاتی کمرے میں چلی گئی

❀ ❀ ❀ ❀ ❀

شجاعت صاحب بھی رشنا سے بات کرتے رہتے تھے, اسکی ڈلیوری ہونے والی تھی, مہر بھی روز کال کرتی تھی, رشنا خود پاکستان آنا چاہتی تھی لیکن اب بس کچھ دن اسے اور انتظار کرنا تھا۔۔۔

ادھر جب معیز کو پتا چلا کہ انشال کالج جوائن کر رہی ہے تو اسنے گھر میں بتا دیا کہ وہ انشال سے شادی کرنا چاہتا ہے اور ابھی وہ اسٹڈی کر رہی ہے اس لیے مجھے شادی کے لیے فورس نا کیا جائے۔

معیز کے پیرنٹس بہت اچھے تھے اور انہیں انشال بھی پسند تھی اس لیے وہ پھر سے چپ کر گئے تھے

معیز کچھ دیر رہ کر دوبارہ دبئی چلا گیا تھا

اپنے کاروبار پہ توجہ دینے۔۔۔۔۔۔

زندگی پھر سے معمول کے مطابق گزرنے لگی تھی

انشال کالج جانے لگی تھی وہ شروع سے کم گو اور زیادہ سوشل نہیں تھی اس لیے یونیورسٹی کی بجائے کالج کا ہی انتخاب کیا تھا

آپ کیوں ہمارے گھر آئے تھے سر, مہر اماں کی وجہ سے چپ کر کے اسد کے ساتھ گاڑی میں تو آبیٹھی تھی لیکن اب اسکی برداشت سے باہر ہو رہا تھا۔

تو آپ بوتیک کیوں نہیں آ رہیں۔

شاید آپ جانتے ہیں مہر نے غصے سے کہا, نہیں میں نہیں جانتا۔ اسنے گاڑی چلاتے ہوئے دوٹوک کہا

میری زندگی پہلے ہی کسی عزاب سے کم نہیں اور آپ اسے اور مشکل کر رہے ہیں۔ میں تو آپ کے اس عزاب کو اپنے ساتھ بانٹنا چاہتا ہوں, بہت شکریہ آپکا مجھے کسی کی ہمدردی کی ضرورت بلکل نہیں ہے ,

آپ تو ایسے کہہ رہی ہیں جیسے میں ہمدردی کے چکروں میں دو تین شادیاں کر چکا ہوں۔ اسد ابھی بھی نارمل تھا۔ آپ چاہتے کیا ہیں مہر کو اب اس کی ہر بات بہت بری لگ رہی تھی۔ آپ کو پسند کرتا ہوں شادی کرنا چاہتا ہوں بتایا ہے آپ کو۔ مہر نے خود کو کمپوز کرتے ہوئے کہا مجھے آپ سے ایسی امید بلکل نہیں تھی۔ آپ کو زرا بھی خیال ہے کہ آپ کیا چاہتے ہیں۔ میں شادی شدہ ہوں تین بچوں کی ماں ہوں جو آپ کی عمر کے ہیں۔ آپ ایک بوڑھی سے شادی کرنا چاہتے ہیں وہ ناچاہتے ہوئے بھی غصے سے اونچا اونچا بول رہی تھی۔ یہ سب میرے لیے بے معنی چیزیں ہیں۔ میری نظر میں عورت عام مردوں کی طرح فٹ نہیں ہوتی اب وہ گاڑی بوتیک سے دور زرا سنسان سڑک پہ روک چکا تھا۔ آپ بس پاگل ہو چکے ہیں۔ اور میں شادی کرنا تو دور ایسا سوچ بھی نہیں سکتی آپ کی یہ باتیں کسی خنجر کی طرح مجھے کھبتی ہوئی محسوس ہو رہی ہیں۔ لیکن اس میں کچھ غلط ہے تو بتائیں۔ میں آپ کے ساتھ ایک جائز تعلق چاہتا ہوں مہر۔ پہلی دفعہ اس نے مس مہر کی جگہ مہر کہا تو مہر اسکی ہمت پہ لرز کے رہ گئی۔ آپ گاڑی چلا رہے ہیں یا میں اتروں نیچے۔ اچھا آپ بوتیک آنا بند نہیں کریں گی۔

میری مرضی, آپ اگر اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے تو چھوڑ دوں گی۔ دھمکا رہی ہیں۔ اسد مسکرایا۔ جو مرضی سمجھ لیں۔ وہ ضبط کی انتہا پہ تھی۔ اسد بھی لمبا سانس لیتا چپ ہوا۔ کیسے منانا ہے وہ سوچ چکا تھا۔

بوتیک پہنچنے تک دونوں خاموش ہی تھے۔

تم ٹھیک ہو نا؟

انشال کو واٹس ایپ پہ میسج رسیو ہوا۔ وہ اس وقت مریم سے بات کر رہی تھی ورنہ موبائل آج کل اس کے ہاتھ میں کم ہی نظر آتا تھا۔

وہ سن چکا تھا کہ مہر کی طلاق ہو چکی ہے اس لیے اسے انشال کی فکر ہوئی تھی۔

ٹھیک ہوں۔

اس نے جواب دے ہی دیا تھا۔

کیا کر رہی ہو۔۔ فوراً میسج آیا۔

آپ اب زیادہ پرسنل نہیں ہو رہے۔(کچھ جتایا گیا گھا)

اووو بدلے لے رہی ہو۔۔ میری کہی باتیں دوہرا کر۔

نہیں یاد دہانی کروائی ہے کہ کام پہ دھیان دیں

تمہاری اسٹڈی کی وجہ سے میں دبئی آگیا ہوں اور تم مجھے ایک میسج تک نہیں کیا۔

کیا میسج کرنا چاہئے تھا!

ہاں ہونے والا شوہر ہوں۔۔

انشال کا دل دھڑکا۔۔۔خوش فہمیاں نہ پالیں۔

چلو دو سال ہو جانے دو پھر بتاؤں گا

میں اب سونے لگی ہوں گڈ نائٹ۔

اوکے جناب سو سکتی ہو۔خیال رکھنا اپنا اور مہر آنٹی کا بھی سب ٹھیک ہو جائے گا پریشان نا رہا کرو۔لمبا سا میسج بھیج کر وہ اوکے کر گیا تو انشال بھی مریم کو بائے بول کر سونے کے لیے لیٹ گئی۔

وقت اپنی رفتار سے گزر رہا تھا۔ولید اور رشنا اپنے دو ماہ کے بچے کے ساتھ پاکستان واپس آ گئے تھے۔سب نئے مہمان کے آنے پہ خوش تھے۔انشال نے تو منتیں کر کر کے رشنا اور ولید کو کچھ دن کے لیے اپنے پاس ہی روک لیا تھا۔فیملی میں پہلا بچہ تھا سو سب ہی بہت خوش تھے۔

مہر کے پاس بھی ولید چلا جاتا تھا۔دکھ تو تھا اسے اولاد سے دور ہو کر لیکن قسمت کے آگے اس نے ہار مان لی تھی۔

نئے مہمان کا نام انشال اور رشانے ہی رکھا تھا احمد انشال کو یہ نام بہت پسند تھا رشانے بھی یہی کہا تو یہی فائنل کر دیا گیا۔

اسد مہر کو منانے کی کوشش میں لگا ہوا تھا۔ اور اب وہ مہر کے بچوں سے ملنا چاہتا تھا۔۔۔۔اس لیے اس نے شہری کا فون نمبر کسی سے لیا اور اسے کال کر کے ملنے کے لیے کہا۔۔۔نازلین بھی خوش تھی مہر کو منا رہی تھی لیکن مہر کی ایک ہی ضد تھی کہ نہیں کر سکتی وہ۔۔۔

ادھر روزی کو جب پتا چلا کہ وہ چھتیس سالہ مہر سے شادی کرنا چاہتا ہے تو اسے اپنی انسلٹ لگی,اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ اسد کو مہر میں نظر کیا آیا ہے۔ وہ جو ہر وقت اسد کے آگے پیچھے رہتی تھی کہ ایک دن خود ہی محسوس کر لے گا مہر کے بارے سن کر وہ انگاروں پہ ہی تو لوٹ رہی تھی۔ لیکن کر کچھ نہیں سکتی تھی۔ نا ہی اس میں ہمت ہوئی کہ اسد کو اپنے دل کی بات بتا سکے,البتہ مہر سے اسے اب حسد ضرور تھا اور وہ ہر وقت اسے کوئی نہ کوئی بات ضرور سنا دیتی تھی۔ وجہ شاید سب جانتے تھے۔

آپ نے بلایا تھا اتنا تو میں جانتا ہوں کہ آپ مما کے بوس ہیں لیکن پہلی دفعہ مل رہا ہوں۔ شہری اسد کے پاس آیا تھا وہ اس وقت کراچی کے علاقہ صدر میں موجود ایک کیفے پہ موجود تھے۔

ہمم کچھ بات کرنا تھی تم سے, ولید تو یہاں ہے نہیں سوچا تم سے مل لوں۔ جی بولیں پھر کیا بات کرنا چاہتے ہیں آپ۔ دیکھو شہری میری بات دھیان سے سننا اسد بات کرتے ہوئے رکا۔۔۔ شہری نے بھاپ اڑاتے کافی کے مگ کو لبوں سے لگایا۔ اسکا سارا دھیان اسد کی طرف ہی تھا وہ سمجھنے سے بلکل قاصر تھا کہ اسد اسے کیوں بلایا ہے۔

تم بھی جانتے ہو کہ تمہاری مما کی طلاق ہو چکی ہے۔

شہری نے مگ رکھ دیا۔۔۔ اور پلیز مجھے غلط مت سمجھنا, نہ تو میرا کوئی غلط مقصد ہے نا ہی میں اتنا اچھا ہوں کہ لوگوں کے ساتھ ہمدری کروں۔ مس مہر مجھے اچھی لگتی ہیں۔۔۔ شہری نے چہرے پہ اب سختی آچکی تھی۔ لیکن وہ خاموش تھا۔ ایک بیٹے کے سامنے اسکی مما کے لیے پسندیدگی ظاہر کرنا تھوڑا آکورڈ ضرور ہے لیکن غلط نہیں۔ میں سادہ سا بندہ ہوں اور مہر کو بھی پورا حق ہے کہ وہ بھی زندگی میں آگے بڑے, اپنے لیے خوشیوں کا راستا چنیں, ایک عورت کے لیے یہ سب بہت مشکل ہو سکتا ہے لیکن ناممکن بھی نہیں ہے انکا حق ہے یہ۔ اگر مرد چار بچوں کا باپ ہو کر اپنے لیے نئی لڑکی لا سکتا ہے تو عورت کیوں نہیں, مہر شاید کبھی نہیں مانے گی لیکن اس کے بچے اگر میرا ساتھ دیں تو میں اسے وہ ساری خوشیاں دینا چاہتا ہوں جو وہ ڈیزرو کرتی ہے۔ اپنی بات مکمل کر کے اسنے گہرا سانس لیا اور شہری کی طرف دیکھا۔۔۔ جو تنے ہوئے نقوش سے بس اسد کو گھورا رہا تھا۔

آپ شاید جانتے نہیں کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ میں سب جانتا ہوں شہریار اور ہوش و حواس میں سب کہہ رہا ہوں۔ آپ تو میری عمر کے لگتے ہیں اور یقیناً ہیں بھی, پھر ایسا آپ کیوں چاہتے ہیں۔۔۔ شہری شروع سے ہی دیکھے مزاح کا تھا اسکی جگہ ولید ہوتا تو ری ایکشن واقع کچھ اور ہونا تھا۔ میں مہر کو پسند کرتا ہوں۔ شہری کو بہت عجیب لگا تھا یا شاید برا اسد کا یوں نام لینا۔

پسند کرنے کی وجہ نا تو ہم امیر ہیں نا ہی مما کوئی ٹین ایجر کے آپ اس حد تک جانے کے لیے تیار ہیں۔

میں انکی ساری اسٹوری جانتا ہوں۔ انکا یوں بہادری سے اپنے بچوں کو سنبھالتے ہوئے اپنی مشکلوں سے نکلنا, خود کے لیے لڑنا, اپنی عزت نفس کے لیے اسٹنڈ لینا, پھر لوگوں کی باتوں کو سن کر صبر سے کام لیتے ہوئے بوتیک آنا اور انکا ہائی لیول تک محنت کر کے اپنا نام منوانا یہ سب مجھے بہت پسند آیا اور ان باتوں کے علاوہ مرد کو عورت نجانے کب کیوں کیسے اچھی لگ جائے پتا نہیں چلتا۔ مرد عورت کو چھوڑنے میں اتنی ہی جلدی کرتے ہیں جتنی جلدی پسند کرتے ہیں۔۔ سارے مرد ایک جیسے نہیں ہوتے شہری۔۔ جیسے تم عمر جیسے نہیں ہو۔ اسد کی بات سے شہری لاجواب ہوا۔ تم میرے بارے میں پتا کروا سکتے ہو شریف سا بندہ ہوں۔ اسد اسے قائل کرنا چاہتا تھا۔ مما پہلے ہی بہت کچھ برداشت کر رہی ہیں یہ سب انکو تکلیف دے گا جب لوگ باتیں کریں گے۔

لوگ اب بھی باتیں ہی کرتے ہیں شہری, یہ دنیا ہے یہاں اپنے لیے بھی سوچنا چاہیئے ہر بات پہ لوگوں کی فکر نہیں کی جاسکتی۔ لیکن آپ پہ کیسے یقین کیا جائے۔ شہری نے اپنے اندر کا ڈر ظاہر کیا۔ کیا چاہتے ہو بندہ جان دے وہ ہلکا سا مسکرایا۔۔۔۔ میں سچ میں مہر کا ساتھ چاہتا ہوں۔

یعنی آپ اپنی عمر کے بچوں کے باپ بننا چاہتے ہیں سٹرینج۔۔۔ شہری نے کرسی کی پشت سے ٹیک لگاتے ہوئے کہا۔ اسد ہنس دیا۔ ہاں بناؤ گے تو بن سکتا ہوں۔ مطلب تم مان گئے ہو اسد نے اب خوش ہوتے ہوئے کہا, میں نے ایسا بھی نہیں کہا۔ شہری سنجیدہ تھا۔ پھر کیسے مانو گے۔

کوشش کروں گا مما نا مانیں تو؟ تو مناؤ گے تم۔ ابھی ولی بھائی اور انشال کا نجانے کیا ری ایکشن ہو,, مما دادی بن چکی ہیں اور آپ شادی کرنا چاہتے ہیں۔

ہممم۔ اسد بس اتنا کہہ سکا۔

آپ کے گھر والوں کو مسلہ نہیں ہو گا؟

میں منا لوں گا اسکی فکر نہ کرو۔ چلیں میں سوچوں گا

اب چلتا ہوں وہ اٹھتا ہوا بولا تو اسد نے بھی اسکا آگے کیا ہوا ہاتھ تھام لیا اور دونوں کیفے سے باہر نکل آئے۔۔۔ عمر نے دور بیٹھے ان دونوں کو جاتے دیکھا تھا۔ اور ہمیشہ کی طرح غصہ آیا تھا اسے۔۔۔

تم اس اسد سے کیوں ملنے گئے تھے۔ اب ماں کے ساتھ کیا تم بھی اس سے ملتے پھرو گے۔ اس نے تو شاید طلاق بھی اپنے اس عاشق کے لیے لی ہے۔ عمر شہری کے سامنے ہوتے ہی چلایا تھا۔ آپ حد سے بڑھ رہے ہیں بابا۔ اور میں دوبارہ مما کے لیے اتنی گندی زبان ہر گز برداشت نہیں کروں گا۔ شہری ضبط کی انتہا پہ تھا۔ یہ مما کی ہی تربیت ہے کہ آپ کی ہر غلط اور گھٹیا بات چپ چاپ سہن کرتا ہوں۔ شہری پھنکارا۔ اور میں جس سے مرضی ملوں بلکہ مما بھی۔ آپ کو کوئی حق نہیں بنتا کہ آپ اب ان پہ یا ہم پہ نظر رکھیں۔ اووو تو اب میری اولاد بھی اس عورت کی زبان بولے گی۔ دیکھ رہی ہیں امی اپنے پوتے کو۔ اور ابو آپ کو تو فخر تھا اپنی بہو پہ یہ سکھا رہی ہے انکو کہ باپ کے سامنے ناچو۔ وہ پاگل ہو چکا تھا نجانے کیا چاہتا تھا وہ اپنی ہی انا اور غصے میں سب بھولتا جا رہا تھا۔

ساری غلطی تمہاری ہے عمر تم ہی اپنی لگائی گئی آگ میں دھنستے جا رہے ہو۔ مہر کو کامیاب ہوتا دیکھ کر یہ دیکھ کر کہ وہ تمہارے بغیر تمہارے سہارے کے بغیر اٹھ کر چلنا سیکھ چکی ہے اور کماتی تو شاید اب تم سے بھی زیادہ ہے یہ سب تمہاری انا کو ناگوار گزر رہا ہے اس لیے تمہیں ابھی بھی اس پہ نظر رکھنی ہے تاکہ تم اسے نیچا دکھا کر خود کو اپنی انا کو تسکین دے سکو لیکن یاد رکھنا ایک دن تم خالی ہاتھ رہ جاؤ گے, اس معصوم کو جس آزمائش میں تم نے ڈالا تھا اسکی سزا تمہیں مل کر رہے گی۔ مجھے تو شرم آتی ہے تجھے اپنا بیٹا کہتے وہ بولتے ہوئے نیچے صوفہ پہ ڈھے سے گئے۔ شہری جلدی سے آگے بڑا۔ دادا جان پلیز ریلیکس آپ چپ رہیں طبعیت خراب ہو جائے گی۔ عمر کے

تو تن من میں آگ لگی تھی اپنے ہی باپ سے یہ سب سن کر۔ پاس بیٹھی ماں بھی بس آنسو بہا رہی تھی۔ عمر وہاں سے واک آؤٹ کر گیا۔ رومیصہ امی سے ملنے گئی تھی اور انشال کالج۔ شہری آج گھر ہی تھا۔ کیونکہ اسد نے جو بلایا ہوا تھا۔۔۔ وہ اور پریشان ہو چکا تھا۔ ابھی بات سامنے بھی نہیں آیی تھی کہ عمر مہر پہ الزام لگا رہا تھا جب سچ ہوا تو مما کو ہی شک کی نگاہ سے دیکھیں گے افففف اسنے ماتھا مسلا اور دادا جان اور دادی جان کو ان کے کمرے تک چھوڑا تا کہ وہ آرام کریں۔ دادا جان اور دادی جان کمرے میں جا کر اپنے بیٹے کے دیِے گیے دکھوں پہ رونے والے تھے۔ اور کر بھی کیا سکتے تھے۔ انہیں احساس تھا وہ مہر جیسے ہیرے کو کھو کر ایک دن ضرور پچھتائے گا اور وہ دن قریب تھا۔۔۔

رومی ولید بھائی اور بھابھی آج ادھر آ رہے ہیں کھانا بنا دینا پلیز۔ اچھا یہ تو اچھی بات ہے رونق لگ جائے گی گھر میں۔ رومی بلکل انجان تھی صبح والی ہوئی باتوں سے۔ اور تم ہر کام کہتے ہوئے یہ پلیز پلیز تو ایسے کہتے ہو جیسے مجھے کام کرنا برا لگتا ہے۔ شہری اس کے یوں نوٹ کرنے پہ ہلکا سا مسکرا دیا۔ وہ رومی کو کوئی بھی بات بتا کر پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا۔ میں جانتا ہوں تم تھک جاتی ہو۔ بس اب جلدی ہی کوئی کام والی رکھتا ہوں۔ خبردار جو تم کسی کو اس گھر میں لائے۔

یار بیوی نہیں لا رہا کام والی کہا ہے۔ شہری اب اپنی ٹون پہ آچکا تھا۔ رومی جو بیڈ کی چادر سیدھی کر رہی تھی کشن اٹھا کر شہری کو مارا اور وہ ہمیشہ کی طرح کیچ کر چکا تھا۔ بیوی لانا تو دور تم کسی کا نام تو لو۔ اس نے لڑاکا عورتوں کی طرح کمر پہ ہاتھ رکھے کہا۔ اچھا جی۔۔۔ شہری نے جی کو کافی لمبا کیا۔۔۔

ہاں جی۔۔۔ رومی بھی اسی کے انداز پہ بولی تو دونوں ہنس دئے۔ کام والی سے کیا مسلہ ہے رکھ لیں گے نا

نہیں دادی جان کو سخت چڑ ہے کہ کوئی باہر کا آکر کام کرے کھانا بنائے انکا کہنا ہے خود کام کرنے ست برکت ہوتی ہے۔

میرے بچوں کو آج کی جنریشن کی ماں چاہئے لیکن تم دادی کی سن سن کر سارا دن ان جیسی ہو رہی ہو۔

شہری کی آنکھوں میں شرارت تھی۔ تم نے مار کھانی ہے شہری۔ تو نہ کرو لڑکی۔ شوہر کو مارو گی۔ کیا کروں شوہر کے دماغ کے کچھ پرزے ڈھیلے ہیں اور بیوی کا کام ہے کہ شوہر کا ہر طرح سے خیال رکھے۔

لوگوں کی بیویاں ہر وقت رومینٹک موڈ میں ہوتی ہیں اور میرے والی مجھ سے بس لڑتی ہے۔ ہائے ربا ظلم ہے۔ اس نے منہ بسور کر کہا تو رومی کا قہقہ کمرے کی فضا میں بلند ہوا۔۔۔ ڈرامے باز, کیچن میں جا رہی ہوں دادا جان اور دادو کو ٹیبل پہ لے آؤ میں کھانا دیکھ لوں۔ وہ کہتی ہوئی باہر نکل گئ تو کچھ دیر وہ بھی سوچوں سے نکل کر ریلیکس ہو گیا۔

✿ ✿ ✿ ✿

مہر بوتیک جارہی تھی اور اسد نے ابھی تک کچھ نہیں کہا تھا۔ مہر حیران بھی تھی لیکن اب پر سکون بھی, نازلین کے کہنے پہ بھی وہ اسد کے کیبن میں نہیں جاتی تھی۔ اسد بھی اسکا سارا کام نازلین کے تھر و چپ چاپ دیکھ لیتا تھا۔ اس گہری خاموشی کے پیچھے کیا ہے مہر کو کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا۔ اسد کیبن سے کال سنتا ہوا باہر آیا تو نازلین نے مہر سے کہا, اتنا شاندار بندہ تیرے لیے مرا جارہا ہے اور تو ہے کہ ناشکری ٹھکرا رہی ہے۔ نازلین اسے سمجھا سمجھا کر تھک گئی تھی لیکن مہر کی ناں ہاں میں نہیں بدل رہی تھی۔ اور اس شاندار بندے کو کوئی شاندار ہی ملنی چاہئے ناکہ مجھ جیسی دادی۔۔۔ مہر نے بھی جھنجھلا کر کہا, نازلین اس کے انداز پہ ہنس دی, تو اب تم نے ایج سے پہلے بچے پیدا کر لیے تو اس میں سر اسد کا کیا قصور۔۔۔۔

ویری فنی, مہر اب ہلکی پھلکی انگلش نازلین تھا بولتی تھی۔ اسد چھوٹے ہیں جانتی ہو نا۔

اووو و آج سر کی جگہ منہ سے اسد نکلا ہے۔ نازلین نے چھیڑا تو مہر اپنی بے دھیانی پہ کڑھ کے رہ گئی۔ تم نے کام کرنا ہے یا نہیں۔ یہی حکم تم مسسز اسد بن کر دو تو زیادہ مزہ آییے۔ نازی اٹھتے ہوئے بھی اسے چھیڑ گئی تو مہر نے تاسف سے سر ہلایا۔۔ تم نہیں سدھر سکتی وہ بڑبڑاتی ہوئی کام پہ توجہ دینے لگی۔ لیکن ناچاہتے ہوئے بھی خیال اسد کی طرف جارہا تھا۔

تم پاگل تو نہیں ہو چکے۔ جو اس طرح کی باتیں کر رہے وہ بھی ان سب کے سامنے, شہری نے رشنا, رومی اور انشال کے سامنے اسد کی کہی گئی باتیں بتائی تو ولید یک دم غصے سے بولا۔ یہ ہماری فیملی ہیں بھائی۔ فیملی تو ہیں لیکن ان پہ کیا اثر پڑے گا تمہارہ بے ہودہ باتوں کا نے اس کا منہ کیوں نہیں توڑا جو مما کے لیے ایسا سوچتا ہے۔ تینوں خواتین کو تو چپ لگ گئ تھی اور انشال نے تو اتنا سب برداشت کیا تھا کہ اب اس بات پہ اسکی زبان سء تالو سے جا لگی تھی۔

جیسٹ ریلیکس ولی, ہر بات کا حل غصہ نہیں ہوتا اب رشنا بولی تھی۔ لیکن اس بات کا حل صرف غصہ ہی ہے۔

اس میں غلط کیا ہے عمر انکل نے بھی تو شادی کی ہے۔ اسے برا لگا تھا ولید کا اتنا ہائپر ہونا۔

وہ مرد ہیں رشنا۔

رشنا کے ساتھ باقیوں نے بھی حیرانگی سے ولی کو دیکھا۔

کیا مطلب مرد ہیں۔ اور وہ عورت ہیں تو کیا وہ دوسری دفعہ شادی نہیں کر سکتیں۔ واہ تم بھی عورتوں کے لیے ایسے خیالات رکھتے ہو۔ رشنا کو دکھ ہوا۔

تمہارے بابا بھی تو اکیلے رہتے ہیں رشنا۔

تو تم کیا دوسروں کو کاپی کرو گے۔ رشنا تو ولید کے تیور دیکھ کر حیران تھی۔ ولی اسکی بات پہ کچھ نا بولا۔

بھائی مما کا بھی حق ہے کہ وہ اپنی بے رنگ زندگی کو بدلیں۔

کچھ چیزیں ہمیشہ ایک ہی حالت میں اچھی لگتی ہیں شہری اور مما کو اب عادت ہو چکی ہے سب چیزوں کی, ہمارا فرینڈ سرکل ہے, تم کیا چاہتے ہو پہلے ہی لوگ اب آ کر زرا چپ ہوئے ہیں ہم پہ طعنے کسنے بند ہوئے ہیں اور اب مما کی شادی سے منہ دکھانے کے لائق بھی نہیں رہیں۔

آپ کو لوگوں کی فکر ہے مما کی نہیں۔ مما کی فکر ہے لیکن یہ جو تم نیا شوشا چھوڑ رہے ہو یہ غلط ہے۔

اور مما کونسا چاہتی ہیں۔ تم کیوں کروانا چاہتے ہو انکی شادی ولید ابھی بھی غصے میں تھا۔

مما نے تو بس سوچا ہوا ہے کہ ہمیشہ صبر کرتی رہیں اپنی خواہشوں کو دباتی رہیں اور وہ ہمارے لیے سوچ کر اپنے لیے کچھ نہیں کرنا چاہتیں۔ لیکن ہمیں تو سوچنا چاہیئے۔ شہری نے اسے سمجھانا چاہا۔

میں اس فیصلے کے حق میں نہیں ہوں۔

لیکن میں ہوں۔ رشنا بولی۔ ولید نے خفا نظروں سے رشنا کو دیکھا تو وہ نظریں چرا گئی۔

میں بھی شہری بھائی کے ساتھ ہوں۔ انشال بھی مرے ہوئے لہجے میں بولی۔

رومی تو پہلے ہی شہری کے ساتھ تھی اس لیے وہ خاموش ہی رہی تھی۔ سہی ہے تم لوگ کرو پھر شادی کو انجوائے میں جارہا ہوں۔ ولید کہتا ہوا انکل گیا تو تو تینوں نے رشنا کی طرف پریشانی سے دیکھا, میں منالوں گی تم سب فکر نہ کرو اور آنٹی کو مناؤ۔ چلتی ہوں ولید گاڑی میں انتظار کر رہا ہو گا۔ بیڈ پہ سوئے ہوئے احمد کو گود میں لیتی۔ وہ بھی باہر چلی گئی۔ تو باقی بھی اٹھ کر اپنے اپنے کمرے میں۔

عمر اور ندا آج گھر نہیں تھے۔ دادا اور دادی جان دوالے کر سو چکے تھے اس لیے وہ سب آرام سے بات کر سکے تھے۔

تو پھر کیا سوچا ہے آپ نے مسٹر عمر آفندی, ہمدان اس وقت عمر کے سامنے اس کے کیبن میں کھڑا تھا۔ وہ جس کمپنی میں کام کر رہے تھے اس کمپنی کے مالک کا بیٹا ہمدان تھا جو اب اپنے باپ کی جگہ بزنس سنبھال رہا تھا۔

میری بیٹی ابھی اسٹڈی کر رہی ہے۔ عمر ڈر رہا تھا کہ کہیں وہ اسے نوکری سے بھی نا نکال دے۔ تو شادی کے بعد بھی پڑھ سکتی ہے۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ ہمدان نارمل انداز میں بولا۔

لیکن گھر والے اسکی اسٹڈی کے درمیان یہ سب ہونے نہیں دیں گے۔ اوو تو مطلب تمہاری گھر میں کوئی اوقات نہیں۔۔۔ عمر نے غصے سے مٹھی بینچی,

ایسی بات نہیں ہے لیکن میں چاہتا ہوں وہ پڑھائی مکمل کر لے تاکہ پھر اس کے پاس بھی کوئی بہانہ نا ہو۔

کب ہو گی اس کی اسٹڈی مکمل۔

ہمدان اب عمر کی چئر پہ بیٹھ چکا تھا۔

دو سال بعد۔

کافی زیادہ انتظار کرنا پڑے گا پھر تو, لیکن تمہیں میں پر موشن دے دیتا ہوں۔اور دو سال بعد انشال صرف میری ہونی چاہئے یاد رکھنا۔وہ کہہ کر نکل گیا تو عمر نے اسکی بات پہ خوش ہوتے ندا کے کیبن کا رخ کیا۔

اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ اسے پر موٹ کیا جا رہا ہے۔وہ یہ یکسر بھول گیا تھا کہ اس نے اپنی ہی بیٹی کا سودا کیا تھا۔

اگلے دن نازلین کے ساتھ رشنا شہری اور انشال بھی مہر کے پاس موجود تھے۔اتوار کا دن تھا تو سب فری تھے۔ولید اور رشنا آپس میں ناراض تھے۔شہری نے رشنا کو فلیٹ سے پِک کر لیا تھا۔مہر سب کو دیکھ کر خوش تو ہوئی تھی لیکن کچھ گڑبڑ بھی لگ رہا تھا اسے, جسکی وجہ سے دل عجیب ہی طرح سے دھڑکے جا رہا تھا۔

کدھر جارہی ہو۔۔۔ مہر کیچن کی طرف جانے لگی تو نازی نے کہا, تم لوگ بیٹھو میں بس ابھی کچھ کھانے کے لیے بنا لیتی ہوں۔ او بی بی سکون سے ہمارے پاس بیٹھ ہم کھانا آرڈر کر چکے ہیں۔ مہر نے سب کی طرف حیرانگی سے دیکھا تو سب ہنس دیے۔ سکینہ بیگم گھر میں رونق دیکھ کر خوش ہو گئیں تھیں۔ انکو بھی تو فکر تھی اپنی مہر کی تنہائی کی, مما نانا کدھر ہیں۔ انشال کو یاد آیا۔

وہ گئے ہیں محلے میں ہی اپنے دوست کی عیادت کے لیے ,

ہمم اسی لیے نانو اکیلی اداس بیٹھی ہیں۔

انشال کی شرارت پہ باقی سب ہنسے تو دادی بھی آج ہنس دی ورنہ انشال کی باتوں پہ جو تا ہی ہو تا تھا ان کے ہاتھ میں۔

نانو ویسے میں تو آپ کو تنگ کرنا تھا لیکن آج آپ ہنس دیں تو مجھے مزہ ہی نہیں آیا۔ وہ اس لیے کہ آج باقی سب کے سامنے تیری عزت رکھ لی ہے۔ نانو نے بغیر دانتوں کے منہ کھول کر ہنستے ہوئے کہا۔ ایک بار پھر سے سب کے قہقہے جاندار تھے۔

مہر بھی پاس بیٹھ چکی تھی۔ مجھے بتایا بھی نہیں اور تم سب نے کیا نازی کو بلایا ہے مہر نے اب اپنے اندر کا سوال پوچھا۔۔۔ یا نازی نے تم لوگوں کو۔ ہم نے بلایا ہے مما۔ رومیصہ بولی۔

کیوں خیریت ہے ناں۔

ہاں۔۔۔سب خیریت ہے بس آپ کے پاس آئے ہیں سوالی بن کر یہ جواب نازلین کی طرف تھا۔اور مہر فٹ سے سمجھ گئی تھی۔اور خوف سے بچوں کو دیکھا مطلب انہیں بھی پتا لگ چکا تھا۔مہر نے خفگی سے نازی کو دیکھا۔

مجھے ناڈراؤ اپنے غصے سے, تمہارے بچے مجھے یہاں لائے ہیں میں نہیں۔اب مہر نے سوالیہ نظروں سے شہری کو دیکھا,ہمت نہیں ہو رہی تھی کہ کچھ پوچھ سکے ,

شہری نے ماں کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔جو سوچ رہی ہیں اسی کے لیے ہم آئے ہیں۔مہر نے جلدی سے ہاتھ چھڑایا۔۔۔اور تم لوگوں کو کس نے کہا یہ سب کرنے کے لیے, آواز میں واضع لرزش تھی۔ہمارے دل نے۔ سب بولے۔نازی چپ تھی۔

نانو بھی یہی چاہتی تھی کیونکہ پہلے بھی وہ اپنی مرضی کر کے مہر کی زندگی تباہ کر چکے تھے اس لیے اب انہوں نے سب مہر پہ چھوڑ دیا تھا۔

جھوٹ مت بولو, اور خبردار ایسا کچھ سوچا تو, مما پلیز اسد برا تو نہیں ہے شہری کو جھجھک سی آئی وہ اسے اسد ہی تو کہہ سکتا تھا۔۔۔مہر کو تو بچوں کے سامنے کچھ سمجھ ہی نہیں آرہا تھا کہ ری ایکشن کیا دے ,

اسد ان کو بھی انوالو کرے گا اسنگ ہر گز نہیں سوچا تھا اور یہ سب مان چکے تھے۔

ولید کیوں نہیں آیا۔ انہوں نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔ وہ بزی تھے۔

جھوٹ۔۔۔ مہر بولی تو رشنا نظریں چرا گئی۔

ان کو چھوڑیں آپ اسد کے لیے مان جائیں پلیز مما۔

تم سب پاگل ہو چکے ہو۔ ہم سب آپ کو خوش دیکھنا چاہتے ہیں مما اب انشال بولی اس کے لیے یہ سب بہت مشکل تھا لیکن وہ اپنی ماں کے لیے فکر مند تھی۔

میں تم لوگوں کے ساتھ خوش ہوں۔

لیکن ابھی آپ ینگ ہیں اور اپکا یہ حق ہے۔ یہ رشنا کی آواز تھی۔

ضروری نہیں کہ زندگی میں سارے حق وصول کیے جائیں۔

انہوں نے آنکھوں میں آئی نمی کو واپس دھکیلا۔

بہت ضروری ہے یہ۔ اور یہ آپ ہی ہمیں سکھاتیں تھیں مما کہ خود کے لیے لڑنا چاہئے اپنے لیے جینا چاہئے, دوسروں کا صرف ایک حد تک سوچا جا سکتا ہے۔ خود کو تکلیف دے کر انسان کبھی خوش نہیں رہ سکتا۔ یہ رومی بولی تھی۔ پلیز مما مان جائیں ہم سب آپ کے ساتھ ہیں۔ لوگوں کی پروانہ کریں۔ لوگ ہمیشہ عورت کو ہی غلط

کہتے ہیں اور اب کچھ اچھا کر کے کچھ انوکھا کر کے ان کی سوچ کو بدلنا ہے۔پہلے آپ کے کام کرنے پہ سب باتیں کرتے تھے پھر کتنی ہی وہ عورتیں جو مردوں کی چھوڑی ہوئی تھیں یا مسلوں کا شکار تھیں انہوں نے کام کرنا شروع کیا کچھ نے گھر بیٹھے آنلائن سیلنگ کی تو کچھ باہر نکل کر کمانے لگیں۔اب بھی آپ اپنا سوچیں پلیز اور دیکھیے گا کتنے ہی لوگ آپ کی اس بات پہ بھی راضی ہونگے اور انہیں بھی آگے بڑھنے کی طاقت ملے گی حوصلہ ملے گا۔شہری ہمیشہ کی طرح ماں کے دکھوں کو ختم کرنا چاہتا تھا۔مہر نے بے بسی سے اپنی ماں کو دیکھا تو ان کی نظروں میں بھی وہی تھا جو سب کہہ رہے تھے۔اور ایک بات آپ کو بتادوں اسد نانا جان کو پہلے ہی منا چکے ہیں۔ وہ بس آپ کی رضا چاہتے ہیں۔شہری نے ایک اور دھماکہ کیا تو مہر نے دل ہی دل میں اسد کو خوب سنائی۔

ابھی وہ بات کرر رہے تھے کہ باہر ڈلیوری بوائے کھانا لے آیا مہر کی جگہ رومی اٹھی اور کھانے کے ساتھ کیچن سے برتن بھی لے آئی۔ چلو کھانا کھا لو۔ پھر سوچیں گے اس کے بارے۔مہر نے کہا تو سب نے نو میں سر ہلایا۔۔۔

ہاں کہیں پھر کھانا کھائیں گے۔افففف مہر چڑ رہی تھی سب کی ضد پہ۔اچھا ٹھیک ہے۔۔۔مہر کے کہنے پہ سب نے ہووووو کا نارا لگایا, نانو نے چھپکے سے اپنی آنکھ سے نکلا آنسوٗ صاف کیا اور پھر خوشگوار ماحول میں کھانا کھایا گیا۔ نانا جان بھی آ چکے تھے۔

مجھے پتا نہیں تھا کہ آپ بچوں کے کہنے پہ مانیں گی ورنہ میں پہلے ہی انہیں کہہ دیتا۔ وہ دونوں اس وقت بوتیک میں موجود تھے۔ مہر کام کی اپ ڈیٹ دینے آئی تھی تو اسد نے کہا۔ دور کھڑی روزی نے یہ منظر آنکھوں میں حسد لیے دیکھا تھا۔

ویسے شرم تو نہیں آئی بچوں کو یہ سب بتاتے ہوئے, اب جو جو تماشہ ہو گا اسے آپ ہی دیکھیں گے۔ مہر سخت چڑی تھی اسد کی بات پہ۔ وہ ہنس دیا۔ مطلب آپ واقع مان چکی ہیں۔ وہ مسلسل مسکرا رہا تھا۔ یہ فائل پہ سائن کر دیں پلیز۔ مہر یہاں سے ہٹنا چاہتی تھی۔ اوکے جو آپ کا حکم اسد کی لو دیتی نظروں نے مہر کو ادھر ادھر دیکھنے پہ مجبور کر دیا تھا۔

وہ واپس جا کر کام کرنے لگ گئی تو نازلین نے چھیڑا۔ سر تمہیں ہی دیکھ رہے ہیں۔ ہاں مجھے پتا نہیں تھا کہ اتنا چھچھورا ہے ورنہ بوتیک بھی جوائن نہ کرتی۔ اففف تمہیں تو بلش کرنا چاہیئے ادائیں دکھانی چاہئیں۔ لیکن تم وہی ہو سڑی روح۔ نازلین سخت بدمزہ ہوئی تھی۔

میڈم نازی میں کوئی ٹین ایجر نہیں ہوں نا ہی کوئی میں اسد سے عشق پالے ہیں کہ یہ ڈرامے کروں۔ وہ کہاں چپ ہونے والی تھی۔ وہ دونوں بات کر رہیں تھیں کہ مہر کے فون پہ اسد کالنگ جگمگایا۔ اووو یہ تو ادھر ہو کر بھی کال کر رہے ہیں۔ اٹھاؤ۔

جی سر مہر نے بغیر اسد کی طرف دیکھے کہا۔ میری برائیاں پھر کبھی کر لیجئے گا ابھی ڈرائیور آرہا ہے نازی اور آپ شاپنگ پہ جائیں گی۔ مہر نے سر اٹھا کر اسے دیکھا وہ اتنی دور سے کیسے جانتا ہے کہ میں انکی بات کر رہی ہوں۔ وہ مسکرایا تو مہر نے سٹپٹا کر نظریں پھیریں۔

جی بہتر وہ اتنا کہہ کر فون بند کر گئی۔ اوو چہرے پہ رنگ تو بڑی جلدی بدلے ہیں۔ اب تم مرو گی مجھ سے نازی۔ باہر چلو سر کا ڈرائیور آرہا ہے کہہ رہے ہیں نازی کے ساتھ شاپنگ پہ جاؤں۔

میں بس اس لیے چپ ہوں کہ سب کو پتا چلا تو تماشہ بنے گا لیکن یہ پتا نہیں کیا چاہتے ہیں وہ بولتی ہوئی باہر نکل گئی تو نازی بھی پیچھے چل دی۔

اور دونوں کراچی کی طرف شاپنگ کے لیے نکل گئں۔

تم ناراض ہو, رشانے احمد کو سلا کر ولید کے پاس بیٹھتے ہوئے کہا۔ تمہیں کیا ناراض رہوں یا نہیں, وہ سخت خفا تھا۔ تم اتنی معصوم بیوی سے کیسے ناراض ہو سکتے ہو رشانے آنکھیں ٹپٹپائیں۔ معصوم بیوی شوہر کی مرضی کے خلاف جا رہی ہے۔ رشانے ولید کے ہوتھ کو اپنے ہاتھ میں لیا۔ جتنا میں آنٹی کو جان پائیی ہوں نا وہ بہت اچھی ہیں۔ ہمیشہ دوسروں کا سوچنے والیں, ہر کسی کے لیے اپنی مرضی کو دبانے والیں۔ انہوں نے بہت قربانیاں دی ہیں۔

جو بھی ہے تمہارے بابا آئی مین انکل عمر نے ان کے ساتھ غلط کیا ہے۔ اور جب وہ اپنی لائف میں آگے بڑھ چکے ہیں تو آنٹی کا بھی حق ہے۔ ولید خاموشی سے سن رہا تھا۔ پچیس سال کوئی تھوڑے نہیں ہوتے ولی۔ آدھی زندگی ہے۔ انہوں نے اپنی زات کے لیے اسٹینڈ پہلے ہی لے لیا تھا۔ لوگوں کے گندے طعنے سن سن کر وہ اب پڑھی لکھی اور خود مختار بن چکی ہیں۔ انہیں اب فیننشلی کسی مرد کی ضرورت ہرگز نہیں ہے۔ لیکن یہ دنیا ہے زندگی جینے کے لیے ایک ساتھی کی ضرورت کس کو نہیں ہوتی۔ یہ تو انسان کی ضرورت ہے تو تم کیوں انہیں روکنا چاہتے ہو۔ پلیز ٹھنڈے دماغ سے سوچو, رہی بات لوگوں کی تو تمہیں آنٹی کے لیے کھڑے ہونا چاہئے نا کہ لوگوں کی باتوں سے ڈرنا چاہیے۔ ولید نے رشنا کی طرف دیکھا۔ کافی سمجھدار ہو گئی ہو۔ ولید نے سنجیدہ چہرہ لیے ہی کہا۔ لیکن وہ نارمل ہو چکا تھا۔ مطلب پہلے نہیں تھی۔ رشنا نے منہ بنایا۔ ولی ہلکا سا مسکرایا دیا۔ مجھے ڈر تھا رشنا کہ اسد بھی مما کو چیٹ نہ کر دے, اس لیے لیکن تم سب یہی چاہتے ہو تو ٹھیک ہے میں بھی مما کے ساتھ ہوں۔ وہ کہہ کر رشنا کی گود میں سر رکھ گیا۔ نجانے کس کی نظر لگ گئی تھی ہمارے گھر کو, ولید اسے تھکا ہوا لگا۔ یہ مشکلیں امتحان ہوتی ہیں ولی اللہ کی طرف سے, بس صبر اور دعا سے کام لیتے ہیں اللہ بہتر کرے گا۔ آنٹی نے کتنا کچھ جھیلا ہے لیکن کبھی کسی سے شکوہ کرتیں نظر نہیں آئیں۔ ملیں تو ایسے ملتی ہیں جیسے کبھی کوئی غم انہوں نے دیکھا ہی نہیں۔ میں سچ میں حیران ہوتی ہوں وہ بہت الگ ہیں بہت عجیب ہیں۔ رشنا بولتی جا رہی تھی۔ ولید نے ماں کی حالت کو سوچتے ہوئے آنکھوں میں آئی نمی واپس دھکیلی۔

ماں ہیں ناں۔ عورت زات ہو کر کتنی بہادر ہیں وہ, ہم تک کبھی کوئی دکھ انہوں نے آنے ہی نہیں دیا۔ جو مرضی ہو جائے میں مما کے ساتھ ہوں رشی, مما کو ہر خوشی ملنی چاہیئے۔ وہ عزم کر چکا تھا اپنی ماں کا ساتھ دینے کا عزم۔ ایک عورت کا ساتھ دینے کا عزم۔

شہری اور انشال نے داداجان اور دادو کو جب مہر کے نکاح کے بارے میں بتایا تو, کتنی ہی دیر وہ بول ہی نہ سکے, ندا حیران ہوئی۔ عمر کو تو سنتے ہی پتنگے لگ گئے۔ لیکن وہ جانتا تھا ان سب سے کچھ بھی کہنا فضول ہے۔ غصے میں سنتے ہی باہر نکل گیا۔ ندا جاتے دیکھتی رہ گئی۔ شہری دیکھنا یہ کہیں مہر کو تنگ کرنے تو نہیں گیا۔

مہر ہمارے لیے بیٹی جیسی تھی, اور بیٹی کو کھونے کا دکھ تو ہمیشہ رہے گا۔ لیکن دعا ہے اللہ اس کی زندگی کی نئی شروعات میں بھی اسے سرخرو کرے۔ شہری اور رومی نے بھی آمین کہا۔

میلوڈرامہ, ندا بڑبڑاتی ہوئی کمرے میں چلی گئی۔

دادو ہم رات کو مما کی طرف جا رہے ہیں۔ آپ اور داداجان انتظار مت کیجئے گا۔

اچھا مہر کا خیال رکھنا۔

جی ضرور۔ وہ کہہ کر کمرے کی طرف بڑھا تو رومی بھی اس کے پیچھے چل دی۔

تیار رہنا شام کو چلیں گے۔

لیکن میری طبعیت کچھ بوجھل سی لگ رہی ہے شہری, سر بھی درد ہے۔رومی صبح سے نظر انداز کر رہی تھی لیکن اب اسے چکر سے بھی آرہے تھے۔شہری نے فکر مندی سے آگے بڑھ کر اسکا ہاتھ تھاما۔

کیا ہوا ہے۔ٹمپریچر تو ٹھیک ہے۔

پتا نہیں۔چلو ڈاکٹر کے پاس چلتے ہیں۔

نہیں اب اتنی بھی بیمار نہیں میں, ریسٹ سے ٹھیک ہو جاؤں گی۔تم فکر نہ کرو۔

نہیں تم چلو,وہ چابی اٹھاتا بولا اور پھر اس کے لیے بڑی چادر اسے دی, یہ لے کر آؤ میں بائک نکالتا ہوں۔

واپسی پہ شہری کے چہرے پہ رنگ ہی نرالے تھے, اور رومی حیا سے دوہری ہو رہی تھی۔

ہائے فائنلی میرے چنے منے دنیا میں آرہے ہیں۔

ایک نام چنار کھوں گا ایک کا منا۔وہ مسلسل مسکرا رہا تھا۔رومی نے اسکے کہے جانے والے ناموں پہ گھور کر اسے دیکھا۔اپنے جیسے ہی سوچے ہیں تم نے نام بھی۔

اتنے تو پیارے ہیں یار,

شہری تنگ نہ کرو۔

وہ ہنس دیا اچھا نہیں کرتا۔

شہری۔۔۔۔وہ آہستہ بولی تو شہری سے مشکل سے سن پایا۔

بائک وہ بہت سلو رفتار سے چلا رہا تھا۔

ہاں جی۔۔۔۔تم اب اپنے پیٹ وِکی کو نہیں رکھو گے۔

شہری نے بائک یک دم روکی,اور پیچھے مڑ کر کہا

وہ کیوں۔۔اس میں تو جان ہے میری۔

سہی ہے پھر اسے رکھو میں نہیں رہوں گی ,

رومی نے منہ بسورا۔

یار ظلم کرنا چاہتی ہو جانتی ہو نا اسکی کتنی عادت ہے مجھے۔اور وہ کونسا اب تمہارے سامنے آتا ہے۔

نہیں وہ کتا رہا تو میں تمہیں اپنے بچوں کے پاس ہرگز نہیں آنے دوں گی

توبہ تم تو میرے بچوں کے آنے سے پہلے ہی ان پہ قابض ہو رہی ہو۔

جی جناب اس لیے سوچ لو۔

اچھادے دوں گا۔پہلے ہی ایک دوست پیچھے پڑا ہے کہ دو۔وکی اسکا باہر سے منگوایا گیا چھوٹا سا کتا تھا۔سفید رنگ کا جو ایسے لگتا تھا جیسے کوئی کھلونا ہے اور رومی کو وہ اتنا ہی زہر لگتا تھا۔اب وہ جانتی تھی شہری اسکی بات نہیں ٹالے گا تو اسنے فوراً کہا تھا۔

بہت شکریہ تم بہت اچھے ہو,وہ شہری کو چڑانے کے لیے بولی تو۔شہری نے سمجھتے ہوئے سر ہلایا۔

کچھ کھاؤ گی۔۔۔۔

نہیں مما کی طرف چلتے ہیں مجھے پہلے انکو بتانا ہے۔

اچھا اور شہری نے پھر سے بائک اسٹارٹ کرلی۔

مما میں شادی کرنا چاہتا ہوں۔اسد مما بابا کے پاس بیٹھا چائے پی رہا تھا جب کہا۔

واہ یہ تو خوش خبری ہے۔ٹینا کب سے تمہارے لیے بیٹھی ہوئی ہے,جہاں آرا بیگم نے اپنے بھائی کی بیٹی کا زکر کرتے ہوئے چہک کر کہا۔

ارے میرے بیٹے سے تو پوچھ لو کہیں اور تو پسند نہیں جو یوں اچانک شادی کا کہا جا رہا ہے وہ بھی خوش ہوئے تھے بیٹے کے فیصلے پہ ,

نہیں مما ٹینا نہیں, میں اپنے لیے لڑکی پسند کر چکا ہوں۔

جہاں آرا کا رنگ فق ہوا, انہوں نے تو ہمیشہ ٹینا کا سوچا تھا۔

اور کون ہے وہ, انہوں نے درشتگی سے پوچھا۔

مہر۔۔۔مہر النسا

اسد کے مما بابا دونوں کو پتا نہیں چلا تھا کہ وہ کس کی بات کر رہا ہے۔

وہ کون ہے کس کی بیٹی ہے۔ اسٹیٹس کیسا ہے اسکا

جہاں آرا نے سوال کیا۔

میرے بوتیک میں کام کرتی ہیں۔ جنہوں نے میری جان بچائی تھی یاد ہو گا آپ کو ,

جہاں آرا کے ساتھ ساتھ اسد کے والد کو بھی چائے کا بری طرح پھندہ لگا تھا۔ دونوں کھانسنے لگے تو اسد نے جلدی سے اٹھا۔

ارے کیا ہو گیا ہے یہ پانی پییں۔

جہاں آرا نے پانی کا گلاس دور دھکیلا تو وہ ٹوٹ کر کئی ٹکڑوں میں تقسیم ہو گیا۔

انہیں پتنگے ہی تو لگ گئے تھے۔والد صاحب کی بھی ایسی ہی حالت تھی

تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہے تم اس بوڑھی سے شادی کرو گے وہ اٹھتیں ہوئیں چلائیں۔

مما پلیز۔وہ اتنی بھی ایجڈ نہیں ہیں اب۔

پر بیٹا تمہیں کیا لڑکیوں کی کمی ہے جو ایک شادی شدہ لڑکی کو پسند کر آئے ہو اور جہاں تک تم نے زکر کیا تھا ایک دن اس کے تین بچے ہیں اور وہ بھی جوان۔

جہاں آرا کہاں جانتی تھی یہ سب, انکا تو دماغ گھوم گیا۔بیٹے کی پسند پر, سر جیسے چکرانے لگا تھا۔

اووو گوڈ تم نے سوچ بھی کیسے لیا کہ ہم مان جائیں گے۔ضرور اس لڑکی نے پھنسایا ہے تمہیں۔

نہیں مما بات تو سنیں وہ بہت اچھی ہیں۔اور کیا ہوا ان کے بچے ہیں۔مرد بھی تو بچوں کے ہوتے شادی کرتے ہیں عورت کیوں نہیں۔اگر مردوں کو کنواری لڑکیاں مل سکتی ہیں تو عورت کو غیر شادی شدہ مرد کیوں نہیں۔

یہ اپنا بے تکا لیکچر تم بند کرو۔اور ہرگز مت سوچنا کہ تمہاری شادی وہاں کروں گی۔

میں مہر کے ساتھ ہی شادی کروں گا موم۔۔۔وہ ابھی بھی نرم لہجے میں بول رہا تھا

آپ دیکھ رہے ہیں۔پہلے اپنی مرضی سے بزنس چھوڑ کر بوتیک کھولا۔اب یہ اس عورت سے شادی کرے گا جو چھوڑی ہوئی ہے۔ بس کر دیں مما, آپ جانتی ہیں کہ میں عورتوں کے لیے ایسی باتیں نہ تو کرتا ہوں نا سنتا ہوں۔اور آپ کسی کی نہیں میری ہونے والی بیوی کی بات کر رہی ہیں اور میں چاہتا ہوں انہیں عزت سے ہی پکارا جائے۔ناچاہتے ہوئے بھی وہ لاؤڈ ہوا تھا

ہمیں اپنی اولاد کے لیے کوئی پڑی لکھی امیر گھرانے کی خوبصورت لڑکی چاہیئے,جو ہماری نسل کو آگے بڑائے۔تم ہمارے ایک اکلوتے بیٹے ہو اسد۔

مما یہ سب باتیں اتنی میٹر نہیں کرتیں, آپ میری خوشی نہیں دیکھ رہے, آپ کو اسٹیٹس سے مطلب ہے۔اور رہی بات بچوں کی تو پچاس سالہ عورت بھی بچے پیدا کر سکتی ہے۔مہر صرف سینتیس سال کی ہیں۔چھ سات سال کا فرق کچھ نہیں ہوتا۔اور اگر ہے بھی تو مجھے مسلہ نہیں ہے۔وہ ویل مینرڈ,ان ڈیپینڈنٹ لیڈی ہیں۔اور مجھے ان سے ہی شادی کرنی ہے

تم پاگل ہو چکے ہو اسد اور میں تمہارے اس پاگل پن کا ساتھ کبھی نہیں دوں گی۔وہ تن فن کرتیں کمرے میں چلی گیئں۔

بابا آپ سمجھائیں نا مما کو۔ اسد ناچار سا بولا۔

میں خود صدمے میں ہوں۔ تم ایک دفعہ سوچو اسد

نہیں بابا میں سوچ چکا ہوں اور میں پرسوں نکاح کر رہا ہوں۔ آپ مما کو راضی کر لیں پلیز۔

ورنہ بتا دیں کہ اگر مہر سے شادی نہ کی تو کوئی اور بھی اس گھر میں نہیں آ گئے۔

وہ کہتا ہوا باہر نکل گیا تو۔ پیچھے وہ تاسف سے سر ہلاتے سوچ میں پڑ گئے وہ جانتے تھے اسد اپنی کر کے ہی رہے گا۔۔۔۔

❀ ❀ ❀ ❀ ❀

انشال صبح سے ہی مہر کے پاس تھی۔ رومی اور شہری بھی آ گئے۔ تو مہر کو رہ رہ کر ولید کا خیال آ رہا تھا۔ وہ یقیناً ناراض ہے۔ مہر نے نم آنکھیں لیے سوچا۔ بھائی آ جائیں گے مما, اداس نہ ہوں آپ, انشال نے کہا, مہر زبردستی مسکرا دی, ضروری نہیں کہ ہر وقت انسان اپنی تکلیف چھپاتا ہی رہے اپنے تو اسی لیے ہوتے ہیں نا پھر آپ کیوں ہر چیز دکھ پہ مسکرا دیتی ہیں۔ ماں کی خوشی ان کے بچوں میں ہوتی ہے تم سب خوش تو میں خوش, بھلا مجھے کونسا دکھ ہو گا۔ اور میری گڑیا تو کافی بڑی بڑی باتیں کرنے لگی ہے, مہر نے اب ہنس کر انشال کو اپنے حصار میں لیا۔ وہ

انشال بھی مسکرادی وہ جانتی تھی مہراپنی زات کبھی بھی کسی پہ عیاں نہیں ہونے دگے گی۔اس لیے چپ کر گئی۔

مما آپ کا بیٹی جے ساتھ پیار پورا ہو گیا ہو تو مجھ غریب کی طرف بھی دھیان دے لیں۔

تم ہمیشہ جلنا ہی انشال نے آنکھیں دکھائیں۔

ایک خوش خبری لایا ہوں۔تم چپ رہو چڑیل۔

ہیں سچی,وہ کیا۔انشال چہکی۔

مہر نے نا سمجھی سے دیکھا۔نانا اور نانو تو سو چکے تھے۔سو وہ لاونج میں تھے سب ,

آپ دوسری دفعہ دادو بننے والی ہیں۔

مہر اور انشال نے منہ کھولے رومی کو دیکھا جو سر جھکائے شرمائے جا رہی تھی۔

وااؤ بے بی آئے گا ہمارے گھر۔۔۔

مہر نے رومی کو گلے لگا کر مبارک دی,شہری کا ماتھا چوما اور پھر صدقے کے پیسے نکال کر الگ رکھے ,

انشال کی خوشی بھی دیدنی تھی۔

ولید تو الگ رہتا تھا اور وہ احمد کو بہت مس کرتی تھی۔لیکن اب گھر پہ بے بی کا سن کر وہ چہک رہی تھی۔

وہ ابھی بیٹھے ہوئے تھے کہ رشنا بھی چلی آئی۔

مہر نے بے تابی سے پوچھا رشنا بیٹا ولی نہیں آیا۔

میری مما یاد کریں اور میں نا آؤں۔۔۔وہ مسکراتا ہوا اندر آتے بولا۔سب حیران تھے کہ ولی اتنی جلدی مان جائے گا

مہر نے نم آنکھوں سے اسے اپنے ساتھ لگایا۔

آپ خوش تو ہیں نا مما,ہاں تم سب ساتھ ہو تو خوش ہوں۔۔۔ چلیں پھر آج نکاح کی شاپنگ کرنے چلیں۔وہ زرا ہچکچایا تھا ماں کے نکاح کا کہتے ہوئے۔

مہر نے نظریں چرائیں تو اسنے انہیں سامنے کیا۔

ٹیک اٹ ایزی موم۔۔۔یہ آپ کا حق ہے, آپ بس اب خوش رہا کریں۔

سب کے چہروں پہ اب پر سکون سی مسکان تھی۔

سب بیٹھ گئے تو نازی بھی آگئی۔

ولی ایلسکیوز کر کے زرا سائڈ پہ ہوا اسے معیز کا فون آیا تھا۔

تم وہاں پہ ملنے گئے تھے ڈھیرا لگا کر بٹھ گئے ہو۔

معیز نے خفگی سے کہا,

اب مما کے نکاح کے بعد آؤں گا یار۔پر سوں نکاح ہے۔

چلو آنٹی کے لیے چھوٹ دے رہا ہوں ورنہ تو تمہیں اپنے آفس سے فارغ کر دیتا۔۔معیز کی بات پہ ولید کا قہقہ نکلا۔

انشال جو کیچن میں پانی پینے آئی تھی۔ولی کو ہنستے دیکھا تو سوچا۔۔۔ضرور انکا ہی فون ہو گا۔

چلو پھر بعد میں کرتا ہوں بات, ابھی وہ اتنا ہی کہہ سکا کہ انشال ولید سے ٹکرا گئی۔وہ معیز کو سوچتے ہوئے کب اسکی طرف چلی گئی خود نہ پتا چلا۔

ارے آرام سے گڑیا۔۔۔معیز جو فون کال کاٹنے والا تھا, گڑیا لفظ پہ رک گیا۔

اسنے انشال کو کتنی دفعہ کال کی تھی مگر ایک دفعہ بھی انشال نے ریسپانس نہیں دیا تھا۔اس لیے رک گیا شاید اسکی آواز تو سننے کو ملے,

سوری بھائی وہ مجھے پتا نہیں چلا, ٹھیک ہو نا تم, ولید نے فکر مندی سے پوچھا۔

جی ٹھیک ہوں وہ پانی پینے گئی تھی۔اچھا یہ موبائل کی بیٹری ڈیڈ ہونے والی ہے,چارجنگ دیکھ کر لگادو ,

جی اچھاوہ موبائل پکڑ کے پلٹ چکی تھی۔

ولید نے نہیں دیکھا تھا کہ کال ابھی بھی چل رہی ہے۔

سب یہاں پہ موجود ہیں,بھائی کو کال کر کر کے پوچھ رہے ہیں سب کچھ خود آجاتے تو کیا ہوتا۔وہ بڑبڑائی,معیز نے اسکی بات پہ اپنا امڈنے والا قہقہ بڑی مشکل سے روکا تھا۔

اففف اب یہ چارجنگ کدھر ہے اندر نا ملا تو مما سے پوچھنے باہر گئی۔

میں تو رومی کو اس دفعہ ہر چیز برینڈ کی دلانے والا ہوں۔

شہری نے اترا کر کہا,بزنس مین جو بن گیا تھا۔

انشال اسکی بات پہ اندر سے آتے بولی۔

واہ بھئی واہ,بیویوں والے تولے جائیں گے مالز,بہن کا خیال کون کرے گا,اس نے دہائی دی ,

جس پہ سب نے قہقہ لگایا تھا,اس سے پہلے کے کچھ اور کہتی موبائل ٹوٹو کر تا بند ہو چکا تھا,مما وہ مجھے چارج دے بھائی کا موبائل آف ہو گیا ہے ,

اچھا دیتی ہوں وہ اٹھ گیئں, باقی سب خوش گپیوں میں مشغول تھے۔

تمہارا بیٹا بہت ضدی ہے جہاں آرا, آپ کا بھی ہے, جہاں آرا نے غصے میں بھی ڈپٹا, ملک صاحب مسکرا دئے, پھر اسکی ضد مان جاؤ, آپ خود سوچیں کیسے مان جاؤں ,

اب انہوں نے روتے ہوئے اپنے شوہر کے ہاتھ کو تھامتے ہوئے کہا, زندگی اس نے گزارنی ہے, پھر اگر اس کی خوشی اسی میں ہے تو ہم کیا کر سکتے ہیں۔

لیکن ہمارا سر کل لوگ بہت باتیں کریں گے, لوگوں کی عادت ہے بیگم, اس لیے بیٹے کی ضد کو مان لو, کہیں کچھ کر نا دے, جانتی تو ہو کیسا ضدی سر اپھرا ہے ۔

اففففف جہاں آرا نے بے بسی سے اپنے شوہر کو دیکھا۔

انہوں نے آنکھوں کے اشارے سے تسلی دی۔

تو انہوں نے بھی ہلکا سا سر ہلا دیا۔ آنکھوں میں اور دل میں دکھ ابھی بھی ہلکورے لے رہا تھا۔

شرم نہیں آتی لوگوں کو, دادی کی عمر میں شادی کرتے ہوئے, اور ساتھ بچے بھی شریک ہیں توبہ توبہ, راہ جاتی عورت نے فقرہ کسا تو مہر سر جھکا کر رہ گئی۔

ارے آنٹی شرم کیسی, مرد چار کر سکتا ہے تو عورت طلاق کے بعد ایک کیوں نہیں, اور ہاں آپ بھی لازمی آئے گا, لیکن پلیز اپنی زبان پہ کوئی ایلفی لگا لیجئے گا, بہت کڑوی ہے توبہ توبہ۔۔۔۔ انشال بولی تو اس عورت کی بولتی بند ہوئی, باقی سب ہلکا سا مسکرا دئے۔

ایسی باتیں کچھ دن عام سننے کو ملیں گی, سو جسٹ ریلیکس اوو کے, نازی نے سب سے کہا ,

اوکے میڈم جو آپ کا حکم۔۔۔۔۔ وہ سب رات کو شاپنگ کے لیے نکلے تھے, کل مہندی تھی, چھوٹی سی رسم تو کرنی تھی سو اسی حساب سے ہلکی پھلکی شاپنگ جاری تھی,

مہر نے سادہ سے لیکن نئے سوٹ ضرور بنوا لیے تھے۔۔۔!!

صبح تمہاری مہندی ہے۔ ماں کو شاپنگ تک تو کروائی نہیں, اسد اپنے کمرے میں کھڑا گلاس ونڈو سے باہر دیکھتا کچھ سوچ رہا تھا جب جہاں آرا نے پیچھے آ کر کہا, وہ حیرانی سے پلٹا ,

مطلب آپ راضی ہیں, اسد نے خوش ہوتے چہک کر پوچھا۔ماں ہوں, بیٹے کی خوشی عزیز ہے مجھے, انہوں نے نم آنکھوں سے کہا, اسد نے انہیں گلے سے لگایا,

تھینکیو موم, آپ بہت اچھی ہیں, بہت زیادہ,,, وہ بہت خوش تھا ,

بس بس بٹرنگ کی ضرورت نہیں ہے ,

ہاہاہہا میں خود آپ کا بٹر ہوں۔۔۔۔خوش رہو ,

تھینکس اگین موم, مہر بہت اچھی ہیں, آپ کو بھی اچھی لگے گی۔

تیرے لیے مان گئی ہوں اب یہ امید نہ رکھنا کہ اس مہر سے بھی خوشامد کرتی پھروں گی, جب دل مانا تب دیکھوں گی۔

آپ مان گئی ہیں اتنا کافی ہے, باقی بعد میں دیکھیں گے,

چلیں پھر ابھی آپ کو شاپنگ پہ لے چلتا ہوں,

ہاں شاپنگ تو اگلے دن کی ہے بٹ اپنے بیٹے کے نکاح کے لیے پھر سے جانا چاہتی ہوں۔

اچھا آپ چلیں میں آتا ہوں۔

ٹینالوگوں کو تو انوائٹ کر لو اسد ,

نہیں موم, مہر نہیں چاہتی کہ فنکشن کیا جائے, سو پلیز ہم بس گھر کے لوگ ہونگے اور ضامن ہو گا۔

ہممممم جہاں آرا بس سانس بھر کے رہ گئیں, چلو جیسے مرضی تمہاری۔ کہہ کر وہ نکل گیئں۔

ان کے جاتے ہی اسنے ضامن کو کال کی ,

ویسے کتنی لڑکیوں کے دل توڑے تم نے, سب سے پہلے ٹینا, پھر روزی اور باقی بھی بہت ہو نگی, کوئی ڈوزی ہو گی کوئی شوزی ہو گی, ضامن کے یوں نام لینے پہ اسد کا قہقہ جاندار تھا۔

بس کر اب ,

آہو جی اب کون سنے گا ہماری, بیوی جو آنے والی ہے,

شٹ اپ ضامن, اسد نے ہنسی دباتے اسے ڈپٹا, ورنہ وہ کال پہ ہی اسد کو ہنسا ہنسا کے پاگل کرنے والا تھا

چل موم کو لے کر نکلنے لگا ہوں تم بھی جوائن کرو ہمیں,۔

یار بات سن, ضامن اتنا سیریئس بولا کہ اسد بھی سنجیدہ ہوا ,

کیا ہوا۔۔۔وہ آج پھر مجھے بہت افسوس ہو رہا ہے ,

کس بات پہ اسد نے نا سمجھی سے پوچھا,

ہر کہانی میں یار دلہے کے دوست کو کوئی لڑکی پسند آ جاتی ہے, لیکن مجھے افسوس ہے کہ میری شادی ہو چکی ہے اور ایسا سین میرے ساتھ ہونے سے رہا,

اسد نے موبائل کان سے ہٹا کر گھورا, تم ادھر ہوتے نا تو دو چار پنچ مجھ سے پڑھ جانے تھے۔ ٹھرکی انسان,

ضامن نے منہ بسورا,

تو میرا دکھ نہیں سمجھے گا یار

افففف بھابھی کو بتاتا ہوں وہ ضرور تیرا دکھ سمجھیں گی, اسد نے دھمکی دی,

اوئے نا میں بس آرہا ہوں تمہاری طرف, اس بلا کو رہنے دو تم, اسد پھر سے ہنس دیا,

اسد جانتا تھا وہ بس تنگ کرتا ہے ورنہ بیوی کے آگے پیچھے رہنے والا بندہ ہے ضامن۔۔۔!!

مہندی کی رسم تو کرنا تھی آج سو سب ہی مہر کی طرف موجود تھے, اسد بھی اپنے مما بابا کے ساتھ موجود تھا۔ اسد بیٹھا تھا جب انشال بولی, آپ کو ہم کیا کہہ کر بلایا کریں؟۔

سب نے سوچا, واقع ہی کیا کہا جا سکتا تھا, اسد کو بابا کہنے سے تو رہے, وہ شہری اور ولی سے جسامت میں ان سے بڑا ہی لگتا تھا, حالانکہ مہر کے ساتھ وہ دونوں برابر ہی لگتے تھے, اسد کا اپنا جم تھا, اچھی خاصا باڈی بلڈر تھا۔ جو آپ کا دل کرے, وہ مسکرایا۔۔۔ پھر بھی, کچھ ایسا جو سوٹ بھی کرے, اور آکورڈ بھی نہ لگے, کیونکہ آپ بہت ہینڈسم ہیں, سو کوئی پیارا سا ٹائٹل دینا ہو گا۔

اسنے سوچتے ہوئے کہا,

باقی سب بھی اس کی طرف متوجہ تھے, مہر بس سر جھکائے بیٹھی تھی۔

تو پھر سٹر ہینڈسم کہہ لیں گے, شہری نے کہا,

نووو۔۔۔ناٹ انٹٹسٹنگ, ولی کی آواز تھی یہ,

پھر۔۔۔۔۔رومی بولی۔

ہمممم سوچتے ہیں, یہ آواز رشنا کی تھی۔

میں بتاؤں۔ نازی چہکی

یس پلیز اور مجھے لگتا ہے آپ کچھ اچھا بتائیں گی۔

بڈی۔۔۔۔ تم سب سر کو بڈی کہہ سکتی ہو, سوٹ بھی کرے گا۔

دیٹس گڈ, انشال چہکی۔

اسد سر کھجا کر رہ گیا۔

مہر تو شرم سے کچھ بول نہیں رہی تھی

اسد کے والد بھی ہلکا پھلکا مسکرا رہے تھے۔ البتہ جہاں آرا سنجیدہ سی بیٹھی تھیں۔

نانو اور نانا بھی بچوں کو خوش دیکھ کر مطمئن سے تھے۔

اٹس ڈن, بڈی۔۔۔۔۔۔

سب نے یس کہا,

چلیں اب رسم شروع کرتے ہیں۔

مہندی کدھر ہے گڑیا، نازی نے پوچھا۔

اووووپس، میں ابھی لے کر آئی نیچے ہی بھول آئی ہوں۔

وہ سر پہ ہاتھ مارتی نیچے کی طرف بھاگی۔

آرام سے انشال۔ اسکی تیزی دیکھ کر۔ مہر کے منہ سے نکلا۔

شکر ہے آپ بولی تو ہیں ورنہ میں سوچ رہا تھا آج آواز سننے سے محروم ہی رہوں گا۔ اسد کی سرگوشی پہ مہر جھنپ گئی۔

✿ ✿ ✿ ✿ جیسے ہی وہ نیچے اتری تو سامنے معیز کھڑا تھا۔ وہ جو دوڑتی ہوئی آرہی تھی اسے اچانک دیکھ سامنے دیکھ کر بوکھلائی۔۔

آ۔۔۔۔ آپ, اس نے خود کو ریلیکس کرنا چاہا ,

جی میں, معیز کے چہرے پہ دلکش مسکان تھی۔

آپ کب آئے اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کیا کہے

یہ تو دبئی تھے, پھر یہاں۔

کل کوئی کہہ رہا تھا کہ سب یہاں ہیں تو مجھے بھی ادھر موجود ہونا چاہئے, وہ اس کے قریب آکر کھڑا کہا ,

اور انشال کی اسکی بات پہ سٹی گم ہوئی ,

انہوں نے کیسے سنا, وہ کچھ بھی بولے بغیر بس ہونقوں کی طرح دیکھ رہی تھی

بس سن ہی لیا, تمہارے دل کی آواز اب میرے تک پہنچ جاتی ہے, اسنے انشال کے چہرے پہ پھونکا تو وہ ہوش میں آئی ,

آپ جیسے بندے کو ایسی چھچھوری حرکتیں سوٹ نہیں کرتیں۔

اندر ہی اندر اسے سکون ہوا تھا معیز کو سامنے دیکھ کر, لیکن خفت مٹانے کے لیے, اس نے ہمت دکھائی ,

معیز ہنسا, یہ بات واقع میں بھی سوچ رہا تھا تم نے اچھے خاصے سنجیدہ بندے کو, بیکار کر دیا ہے۔

سب چھت پہ ہیں۔

اس کے سامنے کھڑے ہونا محال ہو رہا تھا۔

آؤ دونوں ساتھ چلتے ہیں۔

اتنے فری نہ ہوں آپ, وہ مہندی کی کونز اٹھا کر بولی,

اب تو ہو چکا ,

لیکن میں تو نہیں ,

معیز اب اس کے پیچھے پیچھے زینے چڑھتا جا رہا تھا

چلو تمہیں بھی کر لیں گے,

وہ چھت پہ پہنچے تو انشال کے ساتھ آتے ہوئے مرد کو سب نے دیکھا,

ہیلو ایوری ون,

نانا نانو سے ملا, پھر جہاں آرا لوگوں سے, ساتھ وہ خود ہی بتا رہا تھا کہ ولید کا دوست ہوں۔

نازی کو وہ اچھا لگا تھا سلجھا ہوا۔

تم کہاں سے نمودار ہوئے, ولی نے حیران ہوتے پوچھا۔

آنٹی کی خوشیوں میں شریک ہوئے بغیر کیسے رہ سکتا ہوں۔

وہ خاش ہوتا بولا, تو مہر نے محبت سے اسے دیکھا۔

چلیں اب رسم شروع کریں۔

رسم ابھی ہو رہی تھی۔ جب مہر نے کہا,

انشال معیز بھائی کے لیے کھانا لگاؤ, وہ بھی کھا لے,

لفظ بھائی پہ جہاں انشال کو کھانسی آئی, وہیں, معیز نے بھی پہلو بدلا۔

نہیں آنٹی میں کھانا کھا کر آیا ہوں۔

آپ مجھے یہ سب انجوائے کرنے دیں پلیز

سچ کہہ رہے ہونا۔

جی جی سچی۔۔۔۔

اچھا چلو ٹھیک ہے پھر۔

اور پھر رسم کے بعد باقی سب چلے گئے۔

انشال اور شہری لوگ ادھر ہی تھے۔ولید بھی جا چکا تھا

❀ ❀ ❀ ❀ ❀ ❀

انشال رات کو کمرے میں سونے کے لیے لیٹی تھی کہ,معیز کا چہرہ اس کی آنکھوں کے سامنے آنے لگا ,

جلدی سے موبائل نکال کر واٹس ایپ آن کیا,اور بستر میں گھسی اسکی ڈی پی پہ لگی تصویر دیکھنے لگی۔

کتنے پیارے ہیں آپ,پر میں ناراض ہی ہوں آپ سے پکی والی ناراض, آپ وہاں لڑکیوں کے پاس جاتے ہیں,اور میں یہ سب برداشت نہیں کر سکتی معیز,وہ اداس ہوئی۔

معیز نے اس سے شادی کا بھی کہا تھا لیکن پھر بھی وہ نہیں مان رہی تھی۔ ابھی وہ سوچ رہی تھی کہ معیز کا میسج آیا۔

مجھے اتنی چھینکیں آرہی ہیں کیا تم مجھے یاد کر رہی ہو۔

انشال نے فورًا موبائل نیچے رکھا۔

ہیں ہی کوئی جِن سوچ بھی پڑھ لیتے ہیں۔ اففف

کال کرنے لگا ہوں بات سنو

اور اگر تم نے کال نا اٹھائی تو میں مہر آنٹی کو کروں گا۔

انشال نے اسکرین کو گھورا۔

یہ کیا آپ میرے ساتھ ٹین ایجرز جیسی حرکتیں کر رہے ہیں۔

ہیں کون سی حرکتیں, معیز اسکی مبالغہ آرائی پہ حیران ہوتا بولا۔ یہی آدھی رات کال کرنا دھمکیاں دینا۔

اووووو, تم سے ہی سیکھا ہے ویسے,

انشال اسکی بات پہ گڑبڑائی۔

میں ایسا کچھ نہیں کیا نا میں جانتی ہوں آپ کس انشال کا زکر کرتے ہیں مجھ سے۔

انشال کے اس سفید جھوٹ پہ معیز کا قہقہ موبائل اسپیکر سے ابھرا تو اس نے منہ بسورا۔

میں سونے لگی ہوں کال کیوں کی آپ, اسکے ہنسنے پہ وہ منہ بنا چکی تھی۔

غصے میں بہت کیوٹ لگتی ہو۔

انشال نے ادھر ادھر دیکھا۔

میں وہاں موجود نہیں ہوں۔

پلیز ڈرائیں مت, انشال روہانسی ہوئی۔

اچھا نہیں ڈراتا, پاگل لڑکی۔

وہ کمرے میں ایک شاپر پڑا ہو گا اس میں ڈریس ہے تمہارے لیے, زیادہ بھی لے سکتا تھا لیکن پھر تمہیں پریشانی ہونی تھی سب کے سوالوں سے سو, نکاح کے لیے لایا ہوں۔

میں نہیں لوں گی انشال کو وہ شاپر نظر آ گیا تھا

اور تم کیوں نہیں لو گی۔

مجھے ضرورت نہیں ہے۔

کل تو دہائی دے رہی تھی کہ سب کے شوہر شاپنگ کروا رہے ہیں۔ تو سوچا میں بھی اپنی ہونے والی کے لیے کر لوں۔

انشال کا دل دھک دھک کر رہا تھا اسکی باتوں پہ۔

آپ کو سب کیسے پتا کس نے بتایا وہ حیران ہونے کے ساتھ ڈری بھی۔

جادو۔۔۔۔۔۔۔

پھر بھی۔۔۔۔

پھر کبھی بتاؤں گا۔ وہ تم پہنو گی نا پہنا تو خود آ جاؤں گا میں۔

اس کی بات پہ انشال نے کال بند کی اور لمبا سانس لیا۔ توبہ فری ہونے کے ساتھ ساتھ آپ تو بتمیز بھی ہوتے جا رہے ہیں۔ وہ اس کے تصور سے کہتی, سونے کے لیے لیٹ گئ

جو بھی تھا آج اسے بہت اچھی نیند آنے والی تھی۔

ارے انشال اتنا پیارا اڈریس, یہ کب لیا تم رومی نے اسے دیکھتے ہی کہا, وہ کچھ دن پہلے میریم کے ساتھ گئی تھی تب لیا سوچا آپ کو سرپرائز دوں گی پہن کر, اسے جھوٹ بولتے سخت شرمندگی ہو رہی تھی پر کرتی بھی کیا۔ اوو بہت خوبصورت ہے۔ تھینکس بھابز, وہ مسکرائی۔

معیز کو جب دیکھا تو وہ بھی سلور رنگ کے پینٹ کوٹ میں اپنی پر وقار وجاہت سمیت وہاں تھا۔ انشال نے دیکھتے ہی نظریں پھیریں پر, ماشاءاللہ کہنا نہ بولی تھی۔

انشال کا فراک بھی سلور گرے کلر کا ہی تھی۔ پاؤں تک آتا لمبا فراک, نکاح کے حساب سے اوور تو لگ رہا تھا لیکن معیز کی دھمکی اسے یاد تھی اور آج کل وہ واقع جو کہہ رہا تھا کرتا بھی تھا۔

نکاح ہو گیا تو مہر اپنے تینوں بچوں کے پاس کمرے میں بیٹھی تھی۔ اور کوئی بھی موجود نہیں تھا۔

وہ تینوں اداس تھے۔ مہر کا حال بھی کچھ ایسا ہی تھا

مہر نے تینوں کے ہاتھ باری باری اپنے ہاتھ پہ رکھے۔

جب انسان بہت سے امتحانوں سے گزر جائے تو پھر کچھ ایسے فیصلے جو انسان نہ لینا چاہے وہ بھی پل میں لے لیتا ہے مہر بول رہی تھی اور آج اس نے اپنے آنسوؤں کو روکا نہیں تھا۔

وہ تینوں بھی رونے لگے تھے۔

سر کو مجھ سے بہتر لڑکی ملنی چاہئے تھی۔ لیکن انکی مرضی اور دوسرا قسمت, وہ کہتے ہیں نا, دل اور مقدر کے آگے کسی کی نہیں چلتی, وہ کہہ کر رکی,

سانس لے کر پھر سے بولنا شروع کیا۔

میں ادھر رہتی تو اماں ابو اس عمر میں میرے لیے ہر وقت پریشان رہتے۔

تم دونوں کی شادی ہو چکی ہے۔ اپنی اپنی زمہ داری جانتے ہو, لیکن میں ماں ہوں, ماں کے لیے بچے بڑے ہو کر بھی بچے ہی رہتے ہیں۔ انشال کے ساتھ ساتھ تم دونوں سے بھی کبھی غافل نہیں رہوں گی۔ جیسے آج ہوں ساری زندگی اپنے بچوں کے ساتھ رہوں گی۔

اور اپنے دل سے یہ خوف نکال دو کہ تم لوگوں کا پیار کسی اور سے بانٹوں گی۔

تینوں نے روتے ہوئے دیکھا۔ ماں تھی وہ اور انکا ڈر جان گئی تھی۔

تیوں نے باری باری اپنی ماں کا ہاتھ چوما۔

آپ سب سے الگ ہیں مما, سب سے پیاری, سب سے بہادر ہمت والیں, شہری نے آنسو صاف کرتے کہا تو مہر ہنس دی۔ عجیب ہوں اسی لیے تو ادھر تک پہنچی ہوں۔

بڑی بہت اچھے ہیں وہ خوش رکھیں گے آپ کو۔

آپ بھی انکا خیال رکھیے گا۔انشال کہا تو مہر ہنس دی۔

واہ دو دن میں ہی انکی فکر لگ گئی

آپ کو تو خیال نہیں میرا ان کو تو ہے۔

آواز پہ انہوں نے چونک کر دیکھا تو اسد تھا۔

باقی بھی سب پیچھے ہی تھے۔

سب ہنس دیے۔مہر کچھ نہ بولی۔

اور پھر جب وہ باہر گاڑی کی طرف آنے لگے تو گلی میں عورتوں کے ساتھ مردوں کی بھی ایک لائن سی لگی تھی۔

سب حیران ہو کر ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔

عورتوں میں سے ایک آگے آئی۔۔یہ وہی تھی جس نے پہلے دن مہر کو نازی کے ساتھ کار سے نکلتے ہوئے باتیں سنائیں تھیں۔

یہ تمہارے لیے تحفہ ہے, تم واقع ہم سب کے لیے ایک مثال بن چکی ہو۔ میری بیٹی بھی سسرال سے نکال دی گئی ہے اور اس نے تمہیں دیکھ کر جینا سیکھا ہے۔ وہ پہلے سے زیادہ مضبوط ہو چکی ہے اپنا کام بھی کرنے لگ گئی ہے۔ خوش رہو ہمیشہ۔ اور معاف کرنا تمہیں غلط کہا۔

کوئی بات نہیں خالہ, مجھے کبھی بھی برا نہیں لگا۔ اس نے ان سے گفٹ پیک پکڑ کر مسکرا کر کہا۔

یہ میری طرف سے۔۔۔ جانتی ہو میری بھانجی رہتی ہے ہمارے ساتھ, اس کے ساتھ لڑکوں نے بتمیزی کی تو جسکی منکوحہ تھی اس نے دوسرے دن طلاق دے دی۔

میں تو ٹوٹ گئی پر میری یہ بھانجی کھڑی حنا کی طرف دیکھ کر کہا وہ مسکرا رہی تھی۔ اس نے تمہاری طرح اٹھنے کی ہمت کی اپنی لڑائی لڑی, ان لڑکوں کو سزا دلوائی۔۔۔ اور اب گھر بیٹھے آنلائن بزنس شروع کر چکی ہے۔ ایسے ہی سب نے اسے دعائیں دیں اور تحائف دیے۔

انکو لگتا تھا لوگ ہنیس گے پر مہر کی ہمت پہ آج سب اس کے ساتھ تھے۔ جہاں آرا کے ساتھ ساتھ ملک صاحب بھی حیران ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ عورت زات واقع بہت مضبوط ہوتی ہے۔ انہوں نے مہر کو دل سے اپنا لیا تھا۔

اور پھر مہر رخصت ہو کر اپنے گھر چلی گئی۔

وہاں پہ موجود ہر آنکھ نم تھی اور ہر دل مہر کے لیے دعا گو۔۔۔۔

دو سال بعد

آج تمہارے پیپر ختم بی بی اور اب میری دلہن بننے کی تیاری کرو۔

معیز کا میسج دیکھ کر انشال کا دل دھڑ کا, مطلب جناب پوری نظر رکھے ہوئے ہیں اسنے دل میں سوچا۔

ابھی میری عمر نہیں ہے شادی کی۔۔ انشال مسکرا کر میسج کا جواب دیا

ہاں تمہارا ارادہ مجھے اپنے ساتھ بوڑھا کرنے کا ہے۔

شہری کے ٹونز آچکے ہیں, ولید اپنے دو سپوتوں کے ساتھ تیسرے کی تیاری میں ہے, مہر آنٹی ایک بچا اڈاپٹ کر چکی ہیں اور تم مجھے ابھی بھی کہانیاں سنا رہی ہو۔

اتنا لمبا میسج وہ تو جیسے آج بھڑاس نکالنے کے لیے بات کر رہا تھا۔

انشال اس کی بے تکی باتوں پہ سرخ ہوئی۔

ہاں تو آپ کے آس پاس کافی لڑکیاں ہیں ہر وقت مکھیوں کی طرح منڈلاتی ہیں دیکھ لیں کوئی ایک۔۔۔۔

انشال میں سیریئس ہوں۔۔۔۔منہ بنایا ہوا ایموجی بیجھا گیا۔ آپ لڑکیوں سے دور رہیں تو کچھ سوچوں میں۔

اسنے اب دل کی بات کہی۔

معیز نے اب اس کے میسج پہ کال کی۔

انشال جانتی تھی ریجیکٹ کی تو وہ پھر بھی کرتا رہے گا اس لیے دل پہ ہاتھ رکھ کر لمبا سانس لیا اور کال پک کی۔ تمہیں میں پاگل لگتا ہوں۔ اسپیکر پہ معیز کی آواز ابھری تو وہ کھو سی گئی۔ کتنا سکون ملتا تھا اسے اس آواز سے۔ کیا ہوا ہے غصے میں کیوں ہیں۔

تمہیں لگتا ہے کہ میں کسی لڑکی کی طرف توجہ دیتا ہوں۔ بندے کے پاس سر کھجانے کا وقت نہیں ہے یہ تو دل نے تمہارے پیچھے بیکار کر دیا ہے مجھے ,

مطلب میں بیکار ہوں انشال کو صدمہ لگا۔

میں پاکستان آرہا ہوں۔

تو آجائیں۔

شادی کے لیے

تو کر لیں۔

تم سے

ہاں۔

انشال کے منہ سے ہاں بے دھیانی سے نکلا تھا۔

اس نے دانتوں تلے زبان دبائی۔

معیز ہنس دیا۔ گڈ۔ اب میں زرا ٹکٹ کا کچھ کروں اب ادھر آ کر ہی ملوں گا۔ دولہا بن کر

انشال تو مارے شرم کے کچھ بول ہی نا سکی ✿

ہائے انشال کیا کر رہی ہو۔۔ ندا نے انشال کے کمرے میں داخل ہوتے کہا۔ انشال حیران نہیں ہوئی تھی ندا اکثر اس سے اب بات چیت کر لیتی تھی اور انشال بھی آرام سے جواب دے دیتی۔

کچھ بھی نہیں, اس نے سیدھے ہوتے جواب دیا

ہمم۔ پیپرز تو تمہارے ختم ہو چکے ہیں تو آج ہمیں ایک پارٹی میں جانا ہے سو تم بھی چلو, اکیلے بور ہوتی رہتی ہو۔۔۔ انشال نے جانچتی نظروں سے دیکھا

تمہارے بابا بھی ساتھ ہیں سو یقین کر ہی سکتی ہو اس نے کندھے اچکائے

بٹ میں کبھی بزنس پارٹیز میں نہیں جاتی۔

اوو کم آن بیب, انہوں نے پوری فیملی کو انوائٹ کیا ہے اور جانتی تو ہو تمہارے بابا کو پرموشن بھی دی ہے کمپنی والوں نے اس لیے ہمارا جانا بنتا ہے, سو تم فری ہو تو چلو ہمارے ساتھ۔

اچھا چلیں ٹھیک ہے وہ مان گئی۔ تو ندا بھی مسکرائی۔

گڈ گرل, شام کو ریڈی ہو جانا او کے۔

شام کو میں تمہاری طرف آ رہا ہوں مما بابا کو لے کر ,

معیز کا میسج دیکھ کر انشال سوچ میں پڑ گئی۔

اس نے جلدی سے رپلائی کیا, صبح آ جائے گا بھائی ولید بھی آ جائیں گے۔۔۔اور ابھی میں ایک پارٹی میں جا رہی ہوں۔

تم اور پارٹی میں۔۔۔وہ حیران ہوا, کیونکہ انشال فیملی گیدرنگ کے علاوہ کبھی ہے باہر چلی جاتی ہو۔

انشال مسکرائی

ہمم سوچا کیوں نا وہ کیا جائے جو نہیں کرتی۔

اوو گڈ۔

ہمارے بارے بھی سوچ لیا کرو کچھ۔

آپ کے بارے کیا سوچوں؟

جو دل کرے ,

دل کی کم ہی سننی چاہیئے وہ مسلسل مسکرا رہی تھی۔

اففف ہم دل جلوں کو یہی سننے کو ملتا ہے۔

انشال ہنس دی۔

بہت ڈرامے کرتے ہیں آپ۔

کہاں جا رہی ہو, پارٹی پہ۔

بابا کے باس کے گھر۔

خیال رکھنا اپنا,معیز نے نا جانے کیوں کہہ دیا۔

دل تو نہیں ہے کہ تمہیں وہاں بھیجوں پر,اب اتنا ٹیپیکل بنتا ہوا اچھا نہیں لگوں گا۔

اس نے منہ بنایا۔

میں جلدی آجاؤں گی۔۔۔اور کہتے ہیں تو نہیں جاتی۔

نہیں نہیں تم ہو آؤ,بس خیال رکھنا اپنا۔

چلو میں پھر صبح آجاؤں گا۔

اوکے۔وہ اللہ حافظ کہتی تیار ہونے لگی۔

پارٹی پہ گئے تو,ندا اسے ٹیرس پہ لے گئی۔آپ کہاں لے کر جا رہی ہیں۔

وہ مجھے ضروری کال کرنی ہے اور نیچے اتنے میوزک میں کہاں سمجھ آنا تھا کچھ,اور تمہیں اکیلا بھی چھوڑ نہیں سکتی اس لیے تمہیں بھی ساتھ لے آئی۔

اوو اچھا چلیں سن لیں آپ ,

انشال ٹیرس کی گیلری میں آگئی اور شہر میں دور دور تک جگمگاتی بتیوں کو دیکھنے لگی۔

ان روشنیوں کے بغیر یہ شہر کتنا ویران لگے ,

جیسے معیز کے بغیر میرا دل ویران ہو جاتا ہے۔

وہ ابھی بھی معیز کو سوچ رہی تھی۔

کیا سب آرام سے مان جائیں گے معیز اور میرے لیے ,

ہاں انہیں کیا مسلہ ہو گا بھلا۔

اس نے اپنے دل پہ ہاتھ رکھا اور آسمان کی طرف دیکھا۔

کیا واقع وہ میرے ہونے والے ہیں, جزبات بھرے لہجے میں کہتی وہ اللہ سے پوچھ رہی تھی کہ اچانک اسے پیچھے سے انجانی مردانہ آواز آئی۔

ہیلو مس انشال چغتائی۔ ہمدان اپنی وجیہہ پرسنالٹی میں موجود انشال کو دیکھتا ہوا بولا۔

انشال مڑی, اسے کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا۔

ج۔۔جی آپ کون

میں۔۔۔۔۔۔وہ اتنا بول کر رک گیا

پھر ہنسا

میں آپ کا ہونے والا شوہر۔ آپ کے والد صاحب بتایا ہو گا۔

انشال کے سر پہ جیسے پہاڑ آ گرا ہو۔

وہ دو قدم پیچھے ہوئی۔

ہمدان اسکی طرف قدم بڑھاتا جا رہا تھا۔

دیکھیں آپ کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے,وہ تھوک نگلتی بولی,مجھے جانے دیں۔

اوو کم آن بیب,دو سال پہلے ہی تم پہ دل ہار چکا ہوں اور تمہارے والد عمر کے ساتھ ڈیل بھی ہوئی تھی کہ انشال کی اسٹڈیز مکمل ہوتے ہی تم میری دلہن بنو گی,اور آج وہ تمہیں اسی لیے تو لائے ہیں یہاں تاکہ مجھ سے مل سکو,وہ خباثت سے مسکرایا۔

انشال لڑکھڑائی۔

مجھے جانے دیں پلیز,مارے خوف کے اس کی آواز بمشکل نکلی۔

کہاں جانے دوں, اتنی دیر بعد تو درشن ہوئے ہیں اور کچھ دنوں تک تو میرے پاس آجاؤ گی سو ابھی آنے میں کیا مسلہ ہے۔وہ بانہیں پھیلائے بولا۔

بابا کدھر ہیں آپ,وہ روتی ہوئی بڑبڑائیی۔

پھر ہمت کرتی بولی, میں آپ کو نہیں جانتی نا ہی میں شادی کر سکتی ہوں آپ کے ساتھ۔ خبر دار ایسا کہا تو, تم صرف ہمدان ملک کی ہو,اور جو چیز میری ہے وہ میں حاصل کر کے رہتا ہوں۔

انشال کا جسم لرز گیا۔ آنسوؤ بہہ رہے تھے۔

میں نا آتی, آپ روک لیتے مجھے معیز,وہ دل میں اس سے مخاطب تھی۔

ہمدان اسکی طرف بڑتا جا رہا تھا اب وہ ریلکنگ کے پاس آچکی تھی۔

میں۔۔۔۔میں کود جاؤں گی دیکھو مجھے ہاتھ مت لگانا۔

ہاہاہا تمہیں لگتا ہے کہ میں ڈر جاؤں گا۔

میں صرف معیز کی ہوں وہ چلائی تھی۔ اور ان کے علاوہ مجھے چھونا تو دور میرے سائے تک بھی کوئی نہیں پہنچ سکتا۔یہ کہتے ہوئے وہ چھوٹی سی ریلنگ سے کود چکی تھی۔

ہمدان کے ساتھ ساتھ وہاں دو اور افراد نے بھی چیختے ہوئے انشال کا نام پکارا تھا

اور وہ تھے عمر اور ندا۔۔۔۔۔!!!

معیز نے ولید کو کال کی کہ وہ پاکستان کے لیے نکل چکا ہے یا نہیں تو وہ اپنے بچوں کے ساتھ روانہ ہو چکا تھا۔

وہ گہری نیند میں سو رہا تھا جب اچانک ہڑبڑا کر اٹھا

انشال۔۔۔۔۔اس نے شاید کوئی ڈراؤنا خواب دیکھا تھا ۔

اتنی ٹھنڈ میں اس کے چہرے پہ پسینے کے قطرے چمک رہے تھے

لیمپ آن کرتا وہ جلدی سے بستر سے اٹھا ,

گلاس میں پانی انڈیل کر وہ پورا گلاس پانی کا ایک ہی سانس میں پی گیا۔

پھر لمبا سانس لیا ,

اتنی بے چینی کیوں ہو رہی ہے, پہلی دفعہ وہ گھبرا رہا تھا۔ جلدی سے فون نکال کر انشال کو کال کی ,

لیکن پک نہیں کی گئی۔

اس نے پھر سے کال ملائی تو آگے سے جانی پہچانی آواز سننے کو ملی لیکن وہ انشال نہیں تھی۔

وہ شہری تھا,اور شہری کی بات سن کر اس کا موبائل نیچے فرز پہ گر چکا تھا۔

یہ رات اس کے لیے سب سے بھیانک رات ثابت ہوئی تھی۔

روح اور جسم کو لرزا دینے والی رات,اسے اپنا جسم کسی آرے سے چیر تا ہوا محسوس ہوا تھا۔

سات سال بعد

وہ سگرٹ پہ سگرٹ پی رہا تھا,اپنے کمرے میں بند,انشال کی تصویر سامنے رکھے,وہ روز ایسے ہی تو اسے دیکھتا تھا۔

تم کتنی بری نکلی انشال,تمہیں میرا خیال کیوں نہیں آیا,

کیسے تنہا کر دیا مجھے,پہلے خود زبردستی میری زندگی میں آئی اپنی بچکانہ باتوں سے میرے دل میں جگہ بنا لی اور۔۔۔اور آج مجھے یوں اپنے انتظار کی آگ میں جلنے کے لیے چھوڑ گئی ہو,

ستائس سالہ معیز آفندی,ہمیشہ لڑکیوں سے دور رہنے والا بظاہر دنیا کے سامنے ایک مضبوط شخص اپنی محبت کے لیے روتے ہوئے تڑپ رہا تھا۔

تمہیں میرے لیے لوٹ کر آنا ہو گا۔ آنا ہو گا انشال, وہ جلتے سگرٹ کو اپنے ہاتھ میں مسلتے ہوئے بڑبڑا رہا تھا۔

ہاتھ جلنے کی پرواکسے تھی۔

روح زخمی ہو تو پھر جسمانی زخم سکون دیتے ہیں۔

ڈاکٹر, ڈاکٹر۔۔۔ مہر چلاتی ہوئی باہر کو لپکی, لیڈی ڈاکٹر مہر کی آواز پہ جلدی سے اندر آئی۔۔ دیکھیں یہ گڑیا نے ہاتھ ہلایا ہے اور وہ آنکھوں سے اشارے بھی کر رہی ہے۔

ڈاکٹر نے جلدی سے چیک کیا, تو وہ حیران ہونے کے ساتھ خوش ہوئیں,

ماشاءاللہ آپ لوگوں کی عائیں کام کر گئی ہیں۔ ورنہ ایسے پیشنٹس جو سالوں قوما میں رہیں ان کے ٹھیک ہونے چانسسز نہیں ہوتے۔

انہوں نے آکسیجن ماسک انشال کے چہرے سے اتارا

مہر روتے ہوئے انشال کا ہاتھ چومتی جا رہی تھی۔

انشال نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر روتی ہوئی ماں کو, لڑکھڑاتی ہوئی مشکل سے بولی۔۔۔

م۔۔۔۔ مما ,

گڑیا میری جان تمہیں ہوش آ گیا, ہماری بچی ٹھیک ہو گئی ہے۔

میں ابھی سب کو بتاتی ہوں۔

ڈاکٹر اب کوئی خطرہ تو نہیں ہے نا۔

نہیں مسسز اسد, اب یہ ٹھیک ہیں لیکن سات سال قوما میں رہی ہیں تو آہستہ آہستہ انکو بولنے دیجئے گا۔

ابھی تو انکو باتیں کرتے زرا مشکل بھی ہو گی۔

انشال ڈاکٹر کی بات پہ حیران رہ گئی

سات سال۔۔۔۔۔ اس نے صدمے سے اپنی ماں کو دیکھا۔

آنسوئ بہہ نکلے,

اس نے زور دیتے کچھ یاد کیا, لیکن اسی وقت اسد اندر آیا۔

وہ بھی خوش ہوا تھا انشال کو ہوش میں آتا دیکھ کر

تم ٹھیک ہو ناں,۔ انشال مہر کی حالت وہ دیکھ چکا تھا۔

بیٹی کی حالت پہ جو چہرہ مرجھا چکا تھا آنکھوں میں اداسی کی جگہ آج چمک تھی

انشال نے آنکھوں سے اسد کو ہاں میں جواب دیا۔

باقی سب کو میں نے انفارم کر دیا ہے۔وہ سب آ رہے ہیں۔

انشال ابھی بھی خاموش تھی۔۔۔

کچھ ہی دیر بعد سب آ گئے تھے۔

انشال خاموش سی سب کو دیکھے جا رہی تھی۔

اس کے ذہن میں ابھرتے سوال,لیکن پوچھے کس سے,

معیز۔۔۔۔آنسوؤ پیتی اس کو سرگوشی میں پکار رہی تھی

اتنے سال کون انتظار کرتا ہے کسی کا۔

میں ان سے دور ہو گئی۔

میں پھر بچی کیوں ہوں۔

اللہ آپ جانتے ہیں نا معیز کے ہونے سے انشال ہے پھر۔۔۔وہ یہاں پہ کیوں نہیں ہیں۔

سب تو آ گئے وہ کیوں نہیں آئے نا چاہتے ہوئے بھی وہ اب رو رہی تھی۔

کیا ہوا ہے گڑیا۔ شہری نے آگے بڑھ کر پوچھا۔

کچھ نہیں بھائی, آ۔۔۔ آپ لوگوں کو اتنی دیر تکلیف میں رکھا آئی ایم۔۔۔ س۔ سوری بھائی۔

چپ میری جان تمہیں سہی سلامت دیکھ کر ہماری جانوں میں جان آئی ہے۔

تکلیف اپنوں کو ہی ہوتی ہے دیکھو سب کیسے خوش ہیں۔

انشال بار بار دروازے کو دیکھ رہی تھی۔

کس کا انتظار ہے انشال۔

رومی نے اب آہستہ آواز میں پوچھا۔

ک۔۔۔ کسی کا نہیں۔

بچے کدھر ہیں اس نے بات بدلی ,

بچوں کے نام پہ مہر کے چہرے پہ ایک سایہ سا لہرایا۔

اسد بھی ولید سے بات کرتا چپ ہوا۔

کیا ہوا ہے سب ٹھیک ہیں نا۔

ہاں سب ٹھیک ہے گڑیا, بچے اور دادو لوگ گھر پہ تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔

کب جائیں گے گھر چلیں ناں۔

ہاں بس جانے لگے ہیں۔

انشال اب سیدھی ہو کر بیٹھی ہوئی تھی۔

دل میں معیز کا خیال درد کو بڑھاتا جا رہا تھا۔ لیکن سب سے کہتی بھی کیا۔

سب گھر آ گئے تو انشال نے حیران ہو کر, بچوں کو دیکھا آرش اور احمد عیش اور آفان, کتنے بڑے ہو گئے تھے

اتنے سال وہ دنیا سے بے خبر رہی تھی

نا وہ زندوں میں تھی نا ہی مردوں میں۔

اس نے سب کو بھاری بھاری چوما۔

دادو اور دادا جان بھی گلے ملتے رو رہے تھے۔

نانااور نانو بھی وہاں پہ موجود تھے۔

ناجانے کیا کیا ہو گیا ہو گا اس کے بعد۔

اس نے پھر سے آنکھیں موند کر آنسوؤ کو روکنا چاہا۔

پھو آپ ٹھیک ہیں نا, آفان نے انشال کا ہاتھ پکڑ کر کہا۔

ہاں میری جان ٹھیک ہوں۔

پھوپھو, آپ کو پتا ہے, آدم اب ہمارے ساتھ نہیں ہے۔ یہ آواز آرش کی تھی۔

آرش چپ کرو تمہیں پتا نہیں ہے کہ پھوپھو بیمار ہیں یہ آواز سمجھدار اور ان میں سے بڑے احمد کی تھی۔

انشال کا دل لرز گیا۔

کہاں ہے آدم, اسکا بھائی ہی تو لگتا تھا وہ رشتے میں۔

عیش بس چپ چپ سی تھی۔

پھوپھو آپ ابھی آرام کریں نا احمد نے کہا۔

احمد آدم کہاں ہے۔

اب وہ بلکل سنجیدہ ہو چکی تھی۔اسے خیال کیوں نہیں آیا تھا اس کا۔

اس وقت ہاسپٹل بھی سب اسی لیے چپ۔۔۔وہ آگے کچھ بھی سوچ نا سکی

وہ پتا نہیں کدھر ہے پھوپھو,وہ سات سال پہلے ہی کہیں چلا گیا تھا

عیش اور آدم پارک میں کھیل رہے تھے پھر پتا نہیں وہ کہاں غایب ہو گیا۔سب نے ڈھونڈا پر نہیں ملا۔

انشال منہ پہ ہاتھ رکھے روتے ہوئے انکو گلے سے لگا گئی۔

عیش تم کیوں رو رہی ہو میری جان۔

فوئی میری وجہ سے آدم چلا گیا۔

میں اس دن ساتھ تھی نا۔

وہ خوف سے بولی۔

ایسا نہیں کہتے عیش,چپ,آجائے گا آدم میں آگئی ہوں نا ہم لے آئیں گے آدم کو۔

جاؤ سب جا کر پڑھو۔۔۔

وہ انکو بھیج کر مہر کے پاس باہر گئی۔

اور یقیناً وہ آدم کے لیے پوچھنے گئی تھی۔

فلیش بیک

آدم اور عیش گھر کے پاس والی پارک میں کھیل رہے تھے جب پانچ سالہ عیش اور سات سالہ آدم کہ آپس میں لڑائی ہوئی۔

تم کتنے گندے ہو۔اور تمہیں پتا بھی ہے کہ نانو تمہیں کہیں سے لے کر آئیں تھیں۔

تم جھوٹ بول رہی ہو آدم نے اس کے بال کھینچ کر غصے سے کہا۔

میں نے سنا تھا نانو تمہیں گود لیا ہے۔تمہارے مما بابا وہ نہیں ہیں۔اس لیے میرے کھلونے مجھے واپس کرو

آدم عیش کی باتوں پہ کھلونے وہیں پھینک کر بھاگ گیا تھا۔

آفان نے جب پوچھا تو عیش ڈر گئی۔

اور کہہ دیا پتا نہیں کدھر ہے چلو دیکھتے ہیں۔

وہ دونوں الگ الگ اسے دیکھنے کے لیے نکلے, جب عیش کو آدم نظر آیا,وہ ایک آدمی کے ساتھ تقریباً گھسیٹتا ہوا چل رہا تھا۔

آدم۔۔۔ عیش نے بھورے بالوں کو پیچھے کرتے اس کی طرف دوڑ لگائی۔ عیش بچاؤ,

مغرب کے وقت اس حصے میں کوئی بھی اور موجود نا تھا

وہ آدمی آدم کو اب گاڑی میں بٹھا چکا تھا۔

آدم رو رہا تھا۔

عیش پیچھے بھاگ رہی تھی۔۔۔۔ لیکن گاڑی نہیں رکی, لیکن ایک کاغذ گاڑی سے باہر ضرور پھینکا گیا تھا۔

عیش نے اسے اٹھایا۔۔۔اور روتی ہوئی گھر چلی گئی۔

لیکن جب سب نے اسے پوچھا کہ آدم کس کے ساتھ تھا تو سب کے پوچھنے پہ وہ گھبرا گئی اور وہ کاغذ بغیر کسی کو بتائے چھپا دیا۔

وہ ڈر چکی تھی۔

اس نے بس اتنا کہا کہ آدم کو کوئی اٹھا کر لے گیا ہے۔

آج تین سال ہو گئے تھے ان کو ڈھونڈتے ہوئے لیکن وہ نہیں ملا تھا۔

ہر شہر کی پولیس سے وہ کہہ چکے تھے لیکن آدم نہیں ملا تھا۔

اور تب سے مہر ٹوٹ کر رہ گئی تھی۔ اسکی زندگی کی یہ آزمائش اسے نڈھال کر گئی تھی۔

انشال کو بتاتے ہوئے مہر زورو قطار رو دی انشال کی حالت بھی ایسی ہی تھی۔

انشال کی ہمت نہیں ہو رہی تھی کہ موبائل دیکھے۔

کتنے دنوں سے وہ سب میں موجود تھی۔

عمر کو انشال کے ایکسیڈنٹ کے بعد گھر سے نکال دیا گیا تھا۔

مہر سے اور مہر کے والیدین سے جید صاحب (عمر کے والد)

نے اور دادی جان نے بھی معافی مانگی تھی اور کہا تھا کہ مہر اس گھر میں آیا جایا کرے,

پھر سب مان گئے تھے

مہر اپنے بچوں کے پاس بھی آتی تھی یعنی اپنے سسرال اور اپنے والدین کے پاس بھی جاتی تھی۔

آدم کے بعد اسد نے بھی بچے کے بارے کچھ نا کہا تھا دونوں آدم کی یادوں کے سہارے ایک دوسرے کا ساتھ دے رہے تھے۔

معیز کو اسی وقت بتا دیا گیا تھا کہ انشال ٹھیک ہو گئی ہے۔اس نے شکرانے کے نوافل ادا کیے تھے۔

ہمدان کو وہ جیل پہنچا چکا تھا۔۔۔

دبئی سے وہ پاکستان آ گیا تھا۔

دبئی اس نے اپنے والد کو بھیج دیا تھا۔

ان سالوں میں وہ روز صبح شام انشال کے پاس جاتا تھا۔

اس سے باتیں کرنا اسکو دیکھنا یہی تو کرتا تھا وہ,

اس کے والدین بھی اس کی حالت دیکھ کر چپ کر گئے تھے۔

ولید کے ساتھ ساتھ باقی سب کو بھی معیز کی محبت کا پتا اس دن چل گیا تھا جس دن وہ انشال کے قوما جانے پہ اس سے لپٹ کر رو رہا تھا۔

اور آج جب اس نے سنا کہ وہ ٹھیک ہے تو,وہ انشال سے ناراض ہو چکا تھا۔

جس نے اسے اتنا تڑپایا تھا۔

صبح تمہارا نکاح ہے,انشال وہ معیز کو سوچ کر آنسو بہا رہی تھی جب مہر نے آ کر کہا۔

انشال نے حیران ہو کر ماں کو دیکھا۔

یوں اچانک,اور کس کے ساتھ,وہ تڑپ ہی تو گئی تھی۔

وہی جس نے اتنے سال تمہارا انتظار کیا ہے, جو دن رات تمہارے پاس رہتا تھا۔ جو اپنا بزنس چھوڑ کر صرف ہاسپٹل رہتا تھا۔انشال منہ پہ ہاتھ رکھے ماں کو سنتی جا رہی تھی اور شدت سے اس کے آنسوؤ گال بگھوتے جا رہے تھے۔

وہ جو ماں کی بات پہ اٹھی تھی پھر سے بیڈ پہ گرنے کے انداز سے بیٹھتی چلی گئی۔

مہر نے پاس آ کر اسے اپنے ساتھ لگا یا۔

تم کیوں گئیں تھیں اس رات پارٹی میں,ہمارے ساتھ معیز کو بھی تکلیف جھیلنا پڑی ,

وہ۔۔ مماندا

جانتی ہوں, عمر باپ ہو کر اتنا گر جائے گا یقین نہیں آتا, میری بچی کو وہ بیچ رہا تھا مہر کی آواز بھی رندھ گئی۔

انشال پھوٹ پھوٹ کر رو دی ,

معیز نے میرا انتظار کیا مما, کیا سچ میں ,

اسے یقین نہیں آرہا تھا۔

ہاں, ابھی فون آیا ہے اس کی مما کا کہہ رہے ہیں اسی جمعہ کو بس نکاح کر دیا جائے۔ تا کہ انکو بھی اپنا بیٹا دیکھنے کو ملے,

وہ تو عجیب چپ سا ہو گیا ہے

تم سے زیادہ تو اسکا چہرہ زرد لگتا ہے۔

کیسی آزمائش تھی یہ ہم سب کے لیے ,

بہت خوش قسمت ہے میری بچی جو اتنا چاہنے والا شوہر مل رہا ہے۔

تم جانتی تھی نا سب, تم بھی پسند کرتی تھی نا۔,

مہر نے جاننا چاہا۔

تو انشال کچھ بھی بولے بغیر ماں سے لپٹ گئی۔

بس اب چپ, رونا بند کرو ,

پرسوں نکاح ہے تو صبح کرلے گے شاپنگ۔

مہر اپنا دکھ بھول کر اس وقت بس انشال کا سوچ رہی تھی۔

تم کہاں جاتی ہو روز ندا, عمر اسکا ہاتھ سختی سے پکڑ تا اسے سامنے کر کے بولا,

تمہیں اس سے زیادہ یہ فکر ہونی چاہیئے کہ تم مجھ سے لے کر کھا رہے ہو,ا

تو اس مشکل وقت میں تم مجھے طعنے دو گی اب, عمر حیران ہوا,

اووکم آن عمر, چار ماہ ہو گئے ہیں تمہیں اس وہیل چیئر پہ, اب میں ساری زندگی کسی معذور کی خدمت کرنے سے تو رہی, اس نے کوفت سے کہا۔

اب میں کوئی اتنی بھی پاگل نہیں کہ اپنی سیلری سے تمہیں بھی کھلاؤں اور اپنے فیشن بھی پورے کروں۔

میں صبح پھر جاؤں گا انٹرویو کے لیے لیکن تم روز اس وقت کہاں جاتی ہو؟؟؟

وہ ضبط کرتا بولا۔

تمہں لگتا ہے کہ تمہیں کوئی جاب دے گا؟؟؟

اب وہ ہاتھ باندھے اس کے سامنے کھڑی تھی۔

اور اگر جاب مل جاتی ہے تو اچھا ہے کیونکہ میں تم سے طلاق لے رہی ہوں, اور دوسری شادی کر رہی ہوں۔

سوری ٹو سے, بٹ ایکسیڈنٹ تمہارا ہوا ہے اور میں اپنی ساری لائف یوں سپوئل نہیں کر سکتی ,

آج رات کو میں نہیں آؤں گی, صبح طلاق کے پیپرز کے ساتھ آؤں گی۔

کمپنی کے باس ہمدان کے والد کے ساتھ میرا نکاح ہے اور ہم پھر انگلینڈ چلے جائں گے۔

وہ عمر کے سر پہ دھماکا کرتی نکلی چلی گئ

عمر نے بے بسی سے اپنی ٹانگوں کی طرف دیکھا۔

یہ مکافات عمل ہے, عمر بڑبڑایا اور پھر چینخ چینخ کر رونے لگا۔۔۔۔مرنے تک اس نے ایسے ہی اکیلے دھکے کھانے تھے اب۔

❀ ❀ ❀ ✿ ✿ ✿

نکاح ہو چکا تھا,انشال کمزور سا وجود لیے معیز کے کمرے میں موجود تھی,دس سال ہو گئے تھے اس نے نا معیز کو سنا تھا نا ہی دیکھا تھا,اور ابھی اس کی حالت عجیب سی ہی رہی تھی۔

وجود لرز رہا تھا۔

معیز کمرے میں آیا تو انشال اس کے سختی سے دروازہ کھولنے اور بند کرنے پہ جی جان سے لرزی,

معیز نے کوٹ اتار کر صوفہ پہ پھینکا اور پھر واش میں چلا گیا۔

کوئی پندرہ منٹ ہو گئے تھے وہ اتنی ٹھنڈ میں شاور کے نیچے کھڑا تھا۔

انشال کا تو دل دہل گیا۔

وہ ہمت کرتی بیڈ سے اٹھی اور واش روم کے دروازے کے پاس آ کر لرزتی آواز میں بولی معیز۔۔۔۔

معیز آپ ٹھیک ہیں۔

ہاں زندہ ہوں ابھی فکر نہ کرو,وہ دروازہ کھولتا باہر نکلتا ہوا بولا ,

انشال کو اس کی بات پہ اپنا وجود بے جان سا لگنے لگا وہ وہیں کھڑی دیوار کا سہارا لے گئی۔

یہ لہجہ اتنا سرد کیوں اور اس طرح کیوں بول رہے ہیں میرے ساتھ,وہ حیران ہوئی۔

کھڑی کیوں ہو,فریش ہو کر آرام کرو,

بے تاثر چہرہ,بے لچک سا انداز,وہ کہتا ہوا صوفہ پہ بیٹھ گیا۔

اب وہ ٹی شرٹ اور ٹروز میں تھا۔

سگرٹ لی اور جلانے لگا جب انشال پہ ایک اور دھماکا ہوا

آپ۔۔۔ آپ سگرٹ کیوں پی رہے ہیں,اور کب سے,وہ پاس آتی اس سے سگرٹ چھینتی ہوئی بولی,

واہ اتنی ہمت آگئی,یہی ہمت دس سال پہلے دکھا لینی تھی۔اس نے دکھ سے انشال کو دیکھا,معیز کی آواز پہ انشال کو اپنی دھڑکن رکتی ہوئی محسوس ہوئی,ترس ہی تو گئی تھی اس آواز کے لیے,ایسے لگتا تھا صدیاں درمیاں میں آ گییں تھیں۔معیز کی آنکھوں میں دیکھا تو وہ ڈر گئی,سرخ ہوتی آنکھیں,ہونٹ شاید سگرٹ مسلسل پینے سے اب ہلکے براون ہو چکے تھے,

وہ دوسری سیگرٹ نکالنے لگا تو انشال نے اس کے ہاتھ سے وہ برینڈڈ سیگرٹ باکس لے لیا اور سامنے آ کر بولی,

کیا کر رہے ہیں یہ آپ,اس شخص کے سامنے تو ویسے ہی کھڑے ہونا مشکل تھا اور اب یہ غصہ وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی

اور جو تم نے کیا,وہ بھی اٹھتا ہوا بولا ,

بال ابھی بھی اس کے گیلے تھے۔

بعض اوقات محسوس ہوتا ہے آپ ایسی تکلیف میں ہیں کہ اس کو نہ تو برداشت کر پاتے ہیں،نا مر پاتے ہیں نہ ہی کوئی دماغ کی شریان پھٹتی ہے مگر ایسا لگتا ہے کوئی آپکا جسم کسی خاردار آلے سے کاٹ رہا ہو اور تمہارے یہ قوما میں رہنے والے دس سال مجھے ایسی ہی تکلیف سے دوچار کرتے تھے۔میں ڈر گیا تھا ہمت ہار گیا تھا کہ تم کبھی بولو گی بھی یا نہیں۔وہ کہہ کر چپ ہو گیا۔

انشال ہمت کر کے پاس آئی,ویسے میں نے کیا کیا ہے آنکھوں میں نمی کے ساتھ اب چہرے پہ مسکراہٹ بھی تھی۔

مجھے نہیں پتا,وہ اب بھی سنجیدہ تھا انشال کے سامنے سے ہٹ گیا۔

انشال پھر سے اس کے بازو پہ ہاتھ رکھے بولی ,

دس سال بعد بھی بے روخی دیکھنے کو ملنی تھی تو اچھا تھا کہ ہوش ہی نا آتا ,

انشال, وہ غصے سے اونچا بولا, تھپڑ کھاؤ گی مجھ سے, میرا ضبط نا آزماؤ, اس نے بازو سے پکڑ کے اب سامنے کیا, گرفت میں نرمی تھی۔

اچھاتو اب آپ مجھے ماریں گے۔۔۔انشال نے آنکھیں ٹپٹپائیں۔

ہاں اب کوئی بھی بات یا حرکت ایسی کی تو ماروں گا۔

ناراض کیوں ہیں۔

تمہیں نہیں پتا؟؟؟

اس نے اداس لہجے میں پوچھا۔

نہیں۔۔۔انشال اب اس کے چہرے پہ اپنا ایک ہاتھ رکھ چکی تھی, معیز کو لگا جیسے تپتے صحرا سے اسے کسی گھنے درخت کی چھاؤں ملی ہو,

تم نے اس ہمدان سے دور ہونے کا یہی طریقہ اپنایا؟

تمہیں میرا خیال کیوں نہیں آیا انشال, تم بہت سیلفش ہو, معیز کی آواز میں نمی تھی۔

میں نہیں چاہتی تھی کہ آپ کے علاوہ کوئی ہاتھ بھی لگائے مجھے,

توتم لڑتی,اس گھٹیا انسان کا منہ توڑتی,اور بھاگ آتی ,

لیکن۔ تم نے تو مجھے ہی توڑ کے رکھ دیا ,

تمہیں احساس بھی ہے دس سال کتنا عرصہ ہوتا ہے۔

میں ساری زندگی بھی لگا دوں نا یہ دس سال کا عرصہ۔ بتاتے ہوئے تو ایسے لگتا ہے قیامت آجائے گی یہ دس سال میں جو سال تھے مہینے تھے,دن تھے,گھنٹے تھے,منٹ تھے,اور سیکنڈ تھے یہ حتم نہیں ہونگے ,

انشال رو پڑی ,

سمجھ رہی ہوں آپ کا دکھ,۔

تم نہیں سمجھ سکتی,کوئی بھی نہیں سمجھ سکتا ,

نا یہ دس سال کی تکلیف میں بھول سکتا ہوں۔

آئی ایم سوری,معیز پلیز سوری ,

ساری زندگی آپ سے ایک سیکنڈ کے لیے بھی دور نہیں جاؤں گی, آپ کو اپنی موجودگی کا اتنا احساس دلاؤں گی اتنی شدت سے دلاؤں گی کہ آپ یہ دس سال بھول تو نہیں سکیں گے پر ان دس سالوں میں جو تکلیف آپ کو ہوئی ہے وہ ضرور بھلادوں گی میں ,

وہ روتی ہوئی ہچکیوں سے کہتی اس کے سینے سے لگ گئی تھی۔

معیز نے آنکھیں بند کیے اسے اپنے ساتھ لگایا اور بے آواز روتا اسے بس محسوس کر رہا تھا۔

کھڑکی سے نظر آتے چاند نے ان دونوں کے ملنے پہ، مسکرا کر اپنا چہرہ بادلوں میں چھپایا تھا

ختم شد

زندگی کی اس دوڑ میں سب اپنی اپنی منزل کو پہنچ چکے تھے, اگر اب بھی کسی پہ آزمائش تھی تو وہ تھی مہر, اس کہانی کی مین کریکٹر مہر النسا, جس نے ہر دکھ ہر مشکل سے گزر کر ہمیشہ صبر سے کام لیا اور اپنی ذات کو ابھارا, اب بھی وہ, آدم کے جانے پہ اللہ کی ذات پہ بھروسہ کرتے ہوئے, صبر سے بس کسی معجزے کا انتظار کر رہی

تھی۔۔دیکھتے ہیں کہ زندگی کے نئے سفر پہ, نئی کہانی میں,وہ آدم سے مل پاتی ہے یا نہیں,اس کی یہ آزمایش حتم ہوگی یا پھر ساری زندگی یاد رہنے والا امتحان ہے اسکا۔

(اس کہانی کو لکھنے کا مقصد ہے کہ عورت خود کو پہچان سکے,دوسروں کا سوچنا چاہئے لیکن ایک حد تک,اپنی زات کو روند کر انسان دوسروں کو کبھی بھی خوش نہیں رکھ سکتا,شادی ضروری تو ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ عورتوں کو پہلے اپنی پہچان لازمی بنانی چاہئے, کسی سے لے کر کھانا اور خود کما کر کھانے میں بہت فرق ہے, خودداری بہت قیمتی شے ہے,اسے سھنبال کر ہی رکھنا چاہئے,ضروری نہیں کہ جیسے حالات مہر کے تھے سب کے ویسے ہوں یا سب کے ساتھ ویسا ہی ہوتا ہے لیکن کبھی کبھی زندگی میں بہت سی چیزیں بہت سی آفات بہت سے امتحان بغیر دستک کے بھی آجاتے ہیں,اور اس کے لیے عورت کو ہمیشہ پہلے سے تیار ہونا چاہیے , کوئی ہنر, کوئی کام,انڈیپینڈنٹ ہونا اور تعلیم یہ سب عورت کی ضرورتیں پہلے ہیں پھر شادی,زندگی کب کس موڑ پہ لے آئے کچھ پتا نہیں)

میری اس کہانی"عورت" میں میری غلطیوں کی اصلاح کرتے ہوئے میری کوشش پہ رائے ضرور دیجئے گا وہ کوشش جس کو سوچتے ہوئے میں نے یہ کہانی لکھی ہے۔

پھر ملیں گے اسی ناول کے سیزن ٹو میں جس میں ایک اور عورت کی ایک نئی کہانی ہو گی معاشرے سے اپنی ذات کے لیے لڑنے والی ایک لڑکی کی کہانی جسکا نام ہو گا تعبیر

دعاؤں میں یاد رکھیے گا اللہ حافظ۔

❀ ❀ ❀ ❀ ❀ ❀

Sneak Pack

فرسٹ کریکٹر (لوکیشن امریکہ)

تم وہی ہو نا جس نے میرا پرس بچایا تھا۔

وہ سامنے کھڑے اس انگریز سے انگلش میں پوچھ رہی تھی۔ مقابل نے ناگواری سے اسے دیکھا۔

کیا تم بولتے نہیں ہو۔

بولتا ہوں پر اتنا فالتو نہیں، اپنے ایکسنٹ میں کہتا وہ چلنے لگا۔

تمہارا نام کیا ہے؟

وہ اس کی بات کو نظر انداز کرتی پھر سے انگلش میں پوچھ بیٹھی۔

تم یہاں سے ہٹنے کا کیا لو گی۔اب اس انگریز کے چہرے پہ پہلے سے بھی زیادہ بیزاریت تھی۔

اووو وتمہارا نام اتنا لمبا ہے۔

عیش نے اس کی بات پہ منہ بنا کر کہا تو وہ پھر سے اس گھورنے لگا۔

سینکڈ کریکٹر (لوکیشن دبئی)

ڈیڈ مجھے نا آپ سے کچھ کہنا ہے۔سب ڈائنگ ٹیبل پہ موجود کھانا کھا رہے تھے جب آس نے معیز کو دیکھتے کہا۔

کیا کہنا ہے ہماری پرنسز نے بتاؤ,معیز نے محبت سے اپنی بیٹی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

کھانا کھاتے ہوئے سب اسکی طرف متوجہ ہوئے

مجھے شادی کرنی ہے۔ڈیڈ اپنی موٹی موٹی آنکھوں کو مٹکاتی وہ معصومیت سے چہک کر بولی,

پانی پیتے آرش کو آس کی بات پہ اتنی ہنسی آئی کہ حلق سے پانی اتارنا مشکل ہو گیا اس کے لیے باقی سب نے حیرت سے دیکھتے ہوئے کھانے سے ہاتھ روکے, انشال کے چہرے پہ اپنی بیٹی کی اس بے ہودہ بات پہ غصہ واضع تھا۔

احمد نے پندرہ سالہ آس کو سختی سے دیکھا۔

یہ تم کدھر سے بے ہودہ باتیں سن کر آئی ہو, انشال تو سب کے سامنے شرمندہ سی نظر آنے لگی اس لیے ڈپٹتے ہوئے کہا۔

آس نے نا سمجھی سے اپنی ماں کے غصے کو دیکھا۔

معیز نے اس کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھ کے چپ رہنے کو کہا۔

بیٹا ایسی باتیں نہیں کرتے, معیز نے نرمی سے کہا۔

لیکن کیوں ڈیڈ, میری دوست تو کہہ رہی تھی۔۔۔ اس سے پہلے کے آگے بھی بولتی احمد نے کہا,

تم اپنی یہ زہین دوستوں سے دور ہی رہو تو بہتر ہے۔ اور میں خود تمہارے اسکول جاؤں گا صبح جو یہ سب اس کے ذہن میں ڈال رہے ہیں۔ وہ سب سے زیادہ احمد کی سنتی تھی, اور ڈرتی بھی صرف احمد سے تھی۔

احمد نے اسے ہمیشہ بچوں کی طرح ٹریٹ کیا تھا, ستائس سالہ احمد کو اپنی بہنوں جیسی اس پاگل لڑکی سے بے پناہ محبت تھی۔ باقی سب جانتے تھے جب احمد نے کہہ دیا ہے تو وہ یقیناً چپ ہو جائے گی

تھرڈ کریکٹر (لوکیشن کراچی)

ایکسکیوزمی, کیا میں یہاں بیٹھ سکتا ہوں

نہیں, تعبیر نے مختصر جواب دیا۔

لیکن کیوں, آفان نے پاس کھڑے دوست کو گھوری سے نوازتے پوچھا, وہ تعبیر کے نہیں کہنے پہ ہنس رہا تھا۔

اس کیوں کا جواب میں دینا ضروری نہیں سمجھتی۔

آپ نے کل بھی مجھ سے بغیر وجہ کے بتمیزی کی تھی اور آج پھر, ایون میں آپ سے بہت عزت سے پیش آ رہا ہوں۔

جسے آپ بد تمیزی کہہ رہے ہیں اسے میں self-respect سمجھتی ہوں, اور رہی بات عزت دینے کی تو آپ کسی اور کو جا کر دیں۔

اچھے سے جانتا ہوں آپ جیسیوں کو, اچھا طریقہ ہے لڑکوں کو اگنورنس دکھا کر اپنی طرف مائل کرنے کا۔

تعبیر نے ایک بار پھر سے کرسی پہ بیٹھے ہی اسکی طرف گردن موڑتے کہا۔

آپ کی سوچ پھر میرے بارے میں کافی غلط ثابت ہونے والی ہے مسٹر ایکس وائی ذیڈ, اور اگر میں نے کسی کو اپنی طرف مائل کرنا بھی ہوا تو وہ آپ ہرگز نہیں ہونگے۔

ناؤ ایکسکیوزمی پلیز۔۔۔وہ کہہ کر کتاب کھولے پڑھنے لگی۔ کافی اسٹوڈنس تو ہنسی کو دبا رہے تھے اور کتنے ہی حیران تھے کہ آفان شہریار کو پہلی دفعہ کسی لڑکی نے اتنی باتیں سنائیں ہیں۔

وہ بل کھاتا تعبیر سے دور ہٹ کر چئیر پہ جا بیٹھا۔

(یہ ناول آپ لوگوں کی رائے کے بعد لکھنا شروع کروں گی)